عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوّة

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۴۷

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZIN

تمام مسلمان [آپس میں] بھائی بھائی ہیں

سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ مبارک

کفایت شعاری

تربت مکران (بلوچستان) میں شمع ختمِ نبوّة کے پروانوں پر گولیوں اور آنسو گیس کے گولوں کی بارش

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

★ گنجِ مقصود ★

ظلمت سے اُجالے تک ایک امریکی نومسلمہ ثریا کے تاثرات

حیاتِ سیدنا حضرت عیسٰی علیہ السلام

★ مرزا قادیانی کا اصلی روپ، افادات مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ ★

آپ کے مسائل

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی

لیاقت حسن۔ کراچی

س: میرے چھوٹے بھائی کی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب اس کی میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ جب ہم زیور اور کپڑے مانگتے ہیں تو وہ لوگ آمادۂ لڑائی ہیں ایسی صورت میں لڑکی کے والدین کا سب زیور اور کپڑوں پر ان کا حق بنتا ہے یا نہیں

ج: جو زیور اور کپڑے، مرحومہ کی ملکیت تھے خواہ اس کے والدین نے دیئے تھے یا آپ لوگوں نے اگر مرحومہ کی کوئی اولاد ہے تو اس کی متروکہ تمام اشیاء پر چھٹا چھٹا حصہ اس کے والدین کا ہے اور چوتھا حصہ اس کے شوہر کا اور اگر مرحومہ کی کوئی اولاد نہیں تو نصف اس کے شوہر کا ہے، چھٹا حصہ اس کی والدہ کا اور ایک تہائی اس کے والد کا، یعنی اگر اس کا ترکہ چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے تو تین شوہر کے ایک والدہ کا، اور دو والد کے ہیں اور جو زیور آپ نے اس کو صرف پہننے کے لئے دیا تھا وہ سارا آپ کا ہے۔ اس میں مرحومہ کے والد کا کچھ حق نہیں۔

جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا

سائلہ: تنویر معین

س: کیا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے سے بغیر کراہت کے نماز درست ہوجاتی ہے؟

ج: مکروہ ہے۔

۲۔ کیا قضا نمازوں کے لئے اس طرح نیت کرنا درست ہے۔ نیت کرتی ہوں میں پہلے سال کے پہلے مہینے کی پہلے دن کی فجر کی نماز اس طرح میں نے گیارہ مہینے کی نمازیں ادا کی ہیں۔ کیا درست ہے؟

ج: درست ہے مگر اس سے مختصر الفاظ یہ ہو سکتے ہیں کہ سب سے پہلی نماز جو میرے ذمہ ہے وہ ادا کرتی ہوں۔

س: جو شخص وضو کے لحاظ سے معذور ہو وہ ایک ہی وضو سے عشاء اور تہجد یا تہجد اور فجر کی نماز ادا کر سکتا ہے کیونکہ تہجد کی نماز ادا کرتے کرتے فجر کی اذان ہوجاتی ہے۔

ج: جی نہیں! صبح صادق ہوتے ہی اس کا وضو ختم ہو جائے گا۔ فجر کے وقت کے لئے اس کا الگ وضو کرنا ہوگا۔

س: اس طرح نماز کے لئے پاک کپڑے استعمال کرنے کا تعلق ہے جس طرح وضو صرف ایک وقت کے لئے ہوگا اس طرح جس کپڑے میں ایک وقت کی نماز ادا کی گئی دوسرے وقت میں اس سے نماز ادا کی جا سکتی ہے؟

ج: کپڑے اگر پاک ہیں تو ان کو جب تک چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ ناپاک ہوں تو پاک کرنا ضروری ہے۔

س: کیا خواتین کا محرم کے سامنے میک اپ کرنا جائز ہے۔

ج: ناجائز ہے۔

س: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت گھر میں بیٹھے گی، اسے مجاہد فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا جبکہ آج ہمیں کالج اسٹریٹ، تقریبات، محلے، بازار (بحالت مجبوری) میں جانا پڑتا ہے۔ آج کے دور میں یہ ثواب کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟

ج: اسے ثواب کی ہوس ہی نہ کی جائے جب اس کی شرط پوری نہیں کی جا سکتی۔

ٹی وی کی تصاویر

سائلہ۔ محمد جاوید

س: ٹی وی کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔ ایک فرقہ کا یہ موقف ہے کہ ٹی وی کا دیکھنا جائز ہے کیونکہ ٹی وی کی نشریات دو قسم کی ہیں۔

ا۔ جو کہ براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے جاتے ہیں۔

۲۔ اور دوسرے وہ جو ریکارڈ کر کے نشر کئے جاتے ہیں۔

ج: میرے نزدیک دونوں قسموں کا حکم یکساں ہے دونوں ناجائز ہیں اور وجہ فرق آپ نے ذکر کی ہے وہ لائق التفات نہیں براہ راست پروگرام میں بھی ٹی وی کا کیمرہ تصویریں لے کر آگے پہنچاتا ہے، صرف اتنا ہے کہ ادھر تصویر لی اور ادھر پہنچائی تصویر لینے میں دونوں یکساں ہیں۔ البتہ پہنچانے میں فرق ہے۔

مسلسل استخارہ کرتے رہیں

محمد حبیب رضا۔ کراچی

میری والدہ کا انتقال بچپن میں ہوچکا۔ والد صاحب حیات ہیں۔ مجھ سے چھوٹا بھائی ہے۔ کوئی بڑی یا چھوٹی بہن نہیں۔ میں ایک فرم میں نوکری کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب میری شادی میری پھوپھی کے ہاں کرنا چاہتے ہیں جب کہ میں نہیں چاہتا کہ میری شادی یہاں ہو کیونکہ جس لڑکی سے وہ میری شادی کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے پسند نہیں۔ والد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تمہاری شادی وہاں ہی کرنی ہے اور تمہیں کرنا ہوگی۔ اب اس میں میرے مستقبل کا سوال ہے اور ہمارے خاندان میں بزرگوں کے فیصلوں کو ٹھکرایا بھی نہیں جاتا۔ میں سوچتا ہوں کہ میں کس سے کہوں کہ وہ میری اس بارے میں مدد کریں۔ میں اگر بولتا ہوں تو وہ مجھ پر ناراض ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دوں گا۔ دوسرے عزیز بھی کہتے ہیں لیکن وہ اپنی مرضی چلانا چاہتے ہیں۔ میں الحمدللہ آپ کی دعا سے نماز پڑھتا ہوں اگر پلٹ کر جواب دوں تو سوچتا ہوں کہ کہیں نافرنی نہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں میں بڑا پریشان ہوں۔ گھر میں بھی دل نہیں لگتا سوچتا ہوں کاش امی ہوتیں تو میری اس بارے میں مدد بھی کرتیں۔ میرا کون ہے، سوائے اللہ کے جو اس بارے میں میری مدد کرے۔ آپ کی خدمت میں مسئلہ اس لئے پیش کیا کہ براہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں میرا مسئلہ حل فرمائیں کہ میں کس طرح نجات حاصل کروں؟

ج: آپ روزانہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھ کر دعائے استخارہ کیا کریں (دعائے استخارہ بہشتی زیور میں دیکھ لیں) اپنی پسند و ناپسند کو چھوڑ کر اس معاملہ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کے حوالے کرتے ہوئے یہ دعا کیا کریں کہ یا اللہ اگر یہ آپ کے علم میں میرے حق میں بہتر ہے تو اس کو کر دیجئے اور اگر بہتر نہیں تو اس کو ہٹا دیجئے۔ مسلسل استخارہ کرتے رہیں پھر اللہ تعالیٰ جو صورت بھی ظاہر فرما دیں اس پر راضی ہو جائیں۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

۱۸ تا ۲۴ رشوال ۱۴۱۱ھ مطابق ۲ تا ۸ رمئی ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۴۷

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل ۔۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ مفتی محمودؒ کی نظم ۔۔۔۔۔۔ ۴
۳۔ اداریہ ۔۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ سرکارِ دو عالم کی دعوت ۔۔۔۔۔۔ ۸
۵۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۱۱
۶۔ گنج مقصود ۔۔۔۔۔۔ ۱۲
۷۔ جاہلیت کا المیہ قسط ۳ ۔۔۔۔۔۔ ۱۳
۸۔ اصلاح معاشرہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۶
۹۔ اطاعت والدین ۔۔۔۔۔۔ ۱۷
۱۰۔ میں مسلمان کیوں ہوئی ۔۔۔۔۔۔ ۱۸
۱۱۔ طب وصحت (پھل غذا اور دوا) ۔۔۔۔۔۔ ۲۰
۱۲۔ بچوں کی محفل ۔۔۔۔۔۔ ۲۱
۱۳۔ مرزا قادیانی کا اصلی روپ۔ مولانا لال حسین اختر ۔۔۔۔۔۔ ۲۳
۱۴۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام ۔۔۔۔۔۔ ۲۵
۱۵۔ انگریزی مضمون ۔۔۔۔۔۔ ۲۷

پبلشر و پرنٹر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳ — اپسٹ شاہ کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۱۶۷۱۱۲

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۳۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ارسال کردہ: ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔ لاڑکانہ سندھ

مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ کی

مسلمانوں کی خستہ حالی پر فریاد

جمعیت علماء اسلام کے قائد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہ نے آج سے ۲۸ سال قبل ۱۳۸۳ھ میں عالم اسلام کے مسلمانوں کی حالت زار پر اس منظوم کلام میں اپنے احساسات کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ نادر و نایاب فارسی نظم حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخن دانی اور ذوق شعر و شاعری کا ایک واضح ثبوت ہے۔ جسے قارئین ختم نبوت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ)

حیف دیروز کہ من سوئے گلستاں دیدم — ہمچو شبنم گل و بلبل ہمہ گریاں دیدم
جانبِ شام و عراق و سوئے ایراں دیدم — ہمہ آفاق پر از فتنۂ دوراں دیدم
مصر دربستۂ زنجیرِ غلامیت ہنوز — شاہ البانیہ را بے سر و ساماں دیدم
نغمہ سنجان خراسان و حجاز و شیراز — ہمہ را از غم صیاد ہراساں دیدم
بنی عباس دریں عہد نہ آلِ سفیان — نہ بہ کاشانۂ آں دولتِ عثماں دیدم
ماہِ انور بہ بخارا شدہ در خاک نہاں — آہ بے رونقیٔ محفلِ ترکاں دیدم
بُرد حبِ وطن احساس بقائے ملّت — قوم را بے خبر از نکتۂ قرآں دیدم
سبزہ پامال و خزاں دیدہ شدہ برگ و ثمر — آہ شیرازۂ اسلام پریشاں دیدم
نہ شب ماہ نہ گلشن نہ بہارِ لبِ جو — نہ سرِ شاخ گلے مرغِ خوش الحاں دیدم
مدتے شد کہ درانبوہِ وطن قافلہ را — مبتلائے المِ شامِ غریباں دیدم
بنگر اے شاہِ امم سوئے لباسِ امّت — جامۂ ہست نہ دامن نہ گریباں دیدم
آں حریمے کہ دراں در شبِ معراج شہا — قدرے سایۂ تو سرو خراماں دیدم
ارض پامال شدہ جولانگہ بیداد یہود — ہمہ آغشتہ بخوں نعشِ مسلماں دیدم
آں زمینے کہ نشانِ کفِ پایت بودہ — بر رہِ خاکِ عرب گنجِ شہیداں دیدم
رام شد حلقۂ گردابِ یمِ نیل و فرات — کشتیٔ دجلہ و بغداد بہ طوفاں دیدم
ہر بلائیکہ شد از گردشِ دوراں پیدا — آہ برباد کن قومِ مسلماں دیدم
فتنۂ روس کہ آورد بلائے الحاد — دشمنِ ملّت و غارتگرِ ایماں دیدم
بصرہ خالی ز حسنؒ ہست ز نعمانؒ کوفہ — مسجد و خانقہ و مدرسہ ویراں دیدم

بشنو فریاد ز محمودِ دل افگار حزیں
کہ گرفتار بہ بند غم و حرماں دیدم۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں پر گولیوں کی بارش

؎ کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا جس کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمانوں نے جان کی قربانی دی قیمتی جائدادیں اور سونا اگلنے والی زمینوں کو چھوڑا۔ گھر سے بے گھر ہوئے الغرض پاکستان کیلئے جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ کیا۔ صرف اس لئے کہ ہمارا ایک آزاد اور خود مختار ملک ہوگا جہاں ہم آزادی کے ساتھ اسلام کا عادلانہ نظام حیات نافذ کرکے اپنے خالق و مالک اللہ رب العلمین جل جلالہ اور اس کے پیارے حبیب تاجدار ختم نبوت رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی واطاعت کا صحیح معنیٰ میں حق ادا کرسکیں۔

لیکن پاکستان کو بنے ہوئے عرصہ بیت گیا جن لوگوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا وہ اپنے دل میں اسلام کی حسرت لئے دنیا سے رخصت ہوگئے اور جو رہ گئے ان کی تعداد بہت کم ہے جو نعرہ ہم نے تحریک پاکستان کے وقت لگایا تھا آج بھی جب الیکشن کے دن آتے ہیں اسی طرح لگایا جاتا ہے اور ہر پارٹی کے جلسے جلوسوں میں یہی صدا بلند ہوتی ہے۔

”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ“

الیکشن ہوتے ہی جو پارٹی اقتدار کی کرسی پر متمکن ہوتی ہے وہ کرسی ارباب اقتدار کو اندھا بہرہ اور گونگا بنادیتی ہے اور ان کے دماغ کو ماؤف کردیتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے سامنے جو بھی مطالبہ کیا جاتا ہے وہ سنی ان سنی کردیتے ہیں۔ کل تک شریعت بل کے نفاذ کا وعدہ کیا جاتا رہا آج جب شریعت بل کے نفاذ کی بات کی جاتی ہے تو ارباب اقتدار کی طرف سے یہی آواز بلند ہوتی ہے کہ پاکستان میں بہت سے مکاتب فکر رہتے ہیں کس کا شریعت بل نافذ کیا جائے۔ یہ اوچھے ہتھکنڈے صرف مختلف مکاتب فکر کو باہم لڑانے کیلئے اختیار کئے جاتے ہیں جب یہاں فرنگی سامراج برسر اقتدار تھا تو وہ ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے حکومت کرتا رہا۔ وہ جاچکا لیکن کالے انگریز کی صورت میں اپنی معنوی اولاد چھوڑ گیا جو نہ صرف وہی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے بلکہ اسی کے اشارے پر ناچ رہی ہے اسی وجہ سے یہاں اسلام یا شریعت کا نفاذ تو کیا آتا اس کالی کملی والے آقا کی عزت و ناموس کا تحفظ بھی نہ ہوسکا جس کے صدقے یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔

انگریز نے نبی اور مہدی کے نام سے مرزا قادیانی کو اٹھایا اس فتنہ کو اٹھے سو سال ہوچکے اس کے خلاف کئی تحریکیں اٹھیں جن کے نتیجہ میں اس کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا تاکہ یہ اسلامی اصطلاحات اور اسلامی شعائر استعمال نہ کرسکے لیکن اس کے باوجود اس فتنہ کے رسائل وجرائد اور تنخواہ دار ڈھنڈورچی خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اسلامی اصطلاحات وشعائر کے استعمال میں تو کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے۔

رد قادیانیت پر اس وقت تک چھوٹی بڑی کتابیں رسائل واشتہارات وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوچکے ہیں جن میں قادیانی فتنہ کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی اور قادیانی فتنہ کے دوسرے سرکردہ حضرات کی کتابوں کے حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نبوت یا مہدویت کا دعویدار ہی نہیں تھا بلکہ وہ حضور تاجدار ختم نبوت، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ بھی تھا یہاں تک کہ اس کا دعوٰی تھا کہ محمد وہ خود ہے۔ اس کے پیروکاروں نے بھی گستاخیوں میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ایسے میں جو شخص یہ دعوٰی کرے کہ محمد وہ خود ہے اور اس کے پیروکار لکھیں کہ مرزا پہلے محمد سے بڑھ کر ہے تو کیا مسلمان کہلانے والے حکمرانوں، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ارباب اقتدار کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ آپ کی عزت وناموس کی حفاظت کریں اور اس فتنہ کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکیں؟

قادیانیوں ہی کی طرح ایک ذکری فتنہ بھی ہے جو تربت مکران کے علاوہ کراچی میں آباد ہے قادیانیوں اور ذکریوں میں فرق یہ ہے کہ قادیانی

مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی کو لیتے ہیں جبکہ ذکریوں نے ذیل کے چار کلمے ایجاد کئے ہوئے ہیں۔

۱- لا الٰہ الا اللہ، نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ

۲- لا الٰہ الا اللہ، نور پاک نور محمد مہدی مراد اللہ

۳- لا الٰہ الا اللہ، نور پاک نور محمد مہدی خلیفۃ اللہ

۴- لا الٰہ الا اللہ، نور پاک نور محمد مہدی سرّ مکنون اللہ

علاوہ ازیں ذکری نماز کی فرضیت کے منکر ہیں اور جو نماز پڑھے اسے کافر سمجھتے ہیں نماز کے قائم مقام ذکر کو قرار دیتے ہیں قبلہ کے منکر ہیں کوہ مراد ان کا قبلہ ہے جہاں ہر سال یہ "حج" کرتے ہیں وہاں انہوں نے صفا و مروہ کی جگہ کوہِ مراد اور ایک میدان کا نام میدان عرفات رکھا ہوا ہے اور ایک جوہڑ (جو عموماً طور پر خشک ہو چکا ہے) اسے آبِ زم زم کا درجہ دیتے ہیں، روزوں کی فرضیت کے منکر ہیں روزے ان کے نزدیک منسوخ ہو چکے ہیں، زکوٰۃ ان کے ہاں عشر بشرح ایک دہائی ہے، غسل جنابت اور وضو کے قائل نہیں، ان کے ملائی (راہنما) دنیا میں بیٹھے بیٹھے (قادیانیوں کی طرح) جنت فروخت کرتے ہیں۔ الغرض مندرجہ بالا عقائد کی رو سے ذکری بھی اسی طرح کافر، ملحد اور زندیق ہیں جس طرح قادیانی ہیں، ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلی تھی اس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا آئین کی اس دفعہ کا اطلاق ذکریوں پر بھی ہوتا ہے لیکن ذکری آئین کی اس دفعہ اور اپنے غلیظ ترین عقائد کے باوجود خود کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔

ایک عرصہ سے بلوچستان کے عوام حکومتِ پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ ذکریوں کو نام لے کر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تربت میں کوہِ مراد پر جمع ہو کر وہ جو نقلی حج کرتے ہیں اس پر سختی سے پابندی لگائی جائے۔ گذشتہ سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تربت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس میں یہ مطالبات شدت کے ساتھ اٹھائے گئے۔ بگٹی کی ذکری نوازی بلکہ ان کی سرپرستی کی وجہ سے ہنگامہ آرائی تک نوبت پہنچ گئی۔

امسال ۴ اپریل کو عالمی مجلس کے زیر اہتمام کانفرنس کا اعلان کیا گیا تھا حکومت نے یہ افواہ پھیلادی تھی کہ کانفرنس نہیں ہونے دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں علماء بلوچستان کا ایک وفد وزیر اعلیٰ بلوچستان میر تاج محمد جمالی سے ملا اور یقین دہانی کرادی کہ کانفرنس انتہائی پُر امن ہوگی۔ میر تاج محمد نے کانفرنس کی اجازت دیدی اور کہا کہ آپ کانفرنس کر سکتے ہیں لیکن میر صادق اور میر جعفر کے اس جانشین نے دھوکے سے کام لیا وفد کو زبانی طور پر کانفرنس کا یقین دلایا اور درپردہ انتظامیہ کو ہدایات جاری کر دیں کہ جو علماء بھی جائیں انہیں تربت بدر کر دیا جائے اور کانفرنس نہ ہونے دی جائے۔ علماء کرام جب ۴ اپریل کو کوئٹہ سے بذریعہ ہوائی جہاز تربت پہنچے تو جہاز کو ہزاروں کی تعداد میں پولیس اور ملیشا نے اس طرح گھیرے میں لے لیا جیسے جہاز میں ہائی جیکر ہوں اور وہ طیارہ اغوا کر کے لائے ہوں۔ بہر حال ڈیڑھ گھنٹہ تک مذاکرات ہوئے اے سی نے واضح لفظوں میں کہدیا کہ ہمیں اوپر سے ہدایات ملی ہیں آپ واپس جائیں۔ اس وقت کوئٹہ واپسی کے لئے کوئی جہاز نہیں تھا چنانچہ انہیں براستہ کراچی کوئٹہ پہنچایا گیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے لئے تربت شہر کی مکمل طور پر ناکہ بندی کر دی گئی اور کسی مسلمان کو تربت شہر میں داخل نہیں ہونے دیا گیا جبکہ ذکری بسوں کوچوں اور دوسرے ذرائع سے دل آزار اور اشتعال انگیز حرکتیں کرتے ہوئے "نقلی حج" کے لئے پہنچتے رہے۔ جن کی حفاظت پولیس، ملیشیا اور افسران کرتے رہے۔

اعلان کے مطابق ختم نبوت کانفرنس پورے زور و شور کے ساتھ منعقد ہوئی اور ناکہ بندی بھی کانفرنس کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈال سکی ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کر کے تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت اور عشق کا بھرپور ثبوت دیا۔ لیکن وزیر اعلیٰ جمالی صاحب کو مسلمانوں کی حضورؐ سے محبت ایک آنکھ نہ بھائی اور عشقِ رسالتؐ سے سرشار مسلمانوں پر پہلے آنسو گیس کے شیل پھینکے اور بعد ازاں گولیوں کی بارش کرادی اخباری اطلاع کے مطابق دو افراد شہید ۱۳ شدید زخمی ہوئے اور ۴۰ افراد کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ فوج طلب کر لی گئی اور غیر سرکاری کرفیو لگا دیا گیا۔ ایک اطلاع کے مطابق شہید اور زخمی ہونے والوں نیز گرفتار ہونے والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ سنسناتی گولیوں میں بھی وہاں کے زندہ دل اور غیرت مند بلوچ و پٹھان مسلمانوں کا یہی نعرہ تھا، "تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد"، "ہم جان دے دیں گے لیکن حضورؐ کے مقابلہ میں ذکریوں اور ان کے جھوٹے مدعی نبوت اٹکل کو برداشت نہیں کریں گے اور نہ ہی ہم ذکریوں کا نقلی حج برداشت کریں گے۔ عوام نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے ان کے نقلی حج پر فوری پابندی لگائی جائے۔

تربت میں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہونے والے مسلمانوں نے ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور زخمی ہونے والوں نے عشق کی اس راہ میں خون گرایا اور اپنے جسم کو لہولہان کرالیا اس ناگہانی واقعہ (موت) پر تشویش کا پیدا ہونا لازمی ہے لیکن یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عشق تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں جن مسلمانوں نے موت کو اپنے سینے سے لگایا اور جن مسلمانوں نے اپنے جسموں کو لہولہان کرایا ان کی یہ موت اور ان کا بہنے والا خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ یہ خون جہاں میر تاج جمالی کی کرسی کو بہالے جائے گا وہاں ذکریوں کو بھی لے ڈوبے گا وہ پہلے ہی اسلام کے لحاظ سے غیر مسلم اور زندیق و ملحد ہیں آئینی لحاظ سے بھی غیر مسلم قرار پائیں گے۔ (حسب عادت انتظامیہ نے دو افراد کے مرنے کی تردید کی ہے اور گرفتار شدگان کی تعداد بھی کم بتائی ہے)

بہر حال اس واقعہ نے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کی اسلام دشمنی۔ قادیانیت نوازی (قادیانیوں کا لاہور سے شائع ہونے والا سیاسی ترجمان جمالی خاندان کے ڈھڈوں کی برسی مناتا ہے۔ ان کی مدح میں مضامین اور فوٹو وغیرہ شائع کرتا ہے نیز جب بھی جمالی خاندان کا کوئی فرد اہم منصب پر پہنچتا ہے صفحہ اول پر اس کا فوٹو شائع کیا جاتا ہے میر تاج جمالی کا فوٹو بھی شائع کیا ہے اور اس کی تعریف میں نوٹ بھی لکھا ہے نامعلوم وہ کونسی رگ ہے جو قادیانیوں کی جمالی خاندان سے یا جمالی خاندان کی قادیانیوں سے ملتی ہے اس کے بارے میں صحیح طور پر وہی صفائی دے سکتے ہیں) اور اب ذکری نوازی کھل کر سامنے آگئی ہے۔ شنید ہے کہ گولی کا آرڈر دینے اور گولی چلانے والے ذکری تھے ورنہ کوئی غیرت مند بلوچ یا پشتون ایسی شرمناک حرکت نہیں کر سکتا کہ شمع رسالت کے پروانوں پر گولیاں چلائے۔

ہم صدر پاکستان جناب محمد اسحاق خان صاحب اور وزیر اعظم جناب میاں نواز شریف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ:۔

۱۔ تربت کے واقعہ کا نوٹس لیں اور پرامن اجتماع پر گولی چلانے والوں اور آرڈر دینے والوں کو شریعت کے مطابق سخت ترین سزا دی جائے۔

۲۔ قادیانیوں کی طرح ذکریوں کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۳۔ کوہِ مراد پر ان کے نقلی حج کو بند کیا جائے۔

۴۔ مبینہ طور پر جو مسلمان شہید یا زخمی ہوئے ان کے متاثرہ خاندانوں کو معاوضہ ادا کیا جائے۔

۵۔ کوئٹہ کے مظاہرہ اور تربت میں گرفتار ہونے والے مسلمانوں کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے۔

ہم قومی اسمبلی اور سینٹ کے ارکین خصوصاً دینی جماعتوں اور آئی جے آئی سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنی ذمہ داری کو پورا کریں مذکورہ بالا مطالبات اسمبلی میں اٹھاکر ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوائیں اور ان کے نقلی حج پر پابندی لگوائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور قیامت کے دن حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

جنّت میں گھر بنایئے

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائیں گے" (حدیث)

پرانی نمائش چوک پر واقع "جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)" کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ لوہا، سیمنٹ، بجری، ریتی اور نقد رقم کی فوری ضرورت ہے۔

اہل خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

رابطہ کیلئے

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳ ۔ فون نمبر: ۱۷۶۱۱۷

سرکارِ دو عالم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت مبارک

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ التفہیمات الالٰہیہ میں فرماتے ہیں کہ اصل کتاب میں صرف عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کی دعوت دی اُن میں سب سے اہم بالشان امور تین ہیں (۱) تصحیح عقائد جس کا ذمہ علماء اُمت کے اہل اصول نے اٹھایا ہے ۔ اللہ جل شانہٗ ان کی مساعی کو قبول فرمائے ۔ (۲) دوسری چیز اعمال کا صحیح طور پر ادا کرنا اور سُنت کے موافق ان سب کو ادا کرنا ۔ اس فن کو امت کے فقہاء نے اپنے ذمہ لیا جن کی کوششوں سے اللہ جل شانہٗ نے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرمائی اور گمراہ فرقوں کے اعمال کو راہِ راست پر لائے ۔ اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے احسان کا بیان فرمایا ہے اور آیات واحادیث سے اس کو مبرہن فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ تصحیح اخلاص واحسان کو جو اس دین کی اصل ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے اس کے بعد شاہ صاحب نے آیات واحادیث اخلاص واحسان کی تحریر فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تیسرا جزو شریعت کے مقاصد کا سب سے دقیق فن ہے ۔ اور بہت گہرا ہے جملہ شرائع کے مقابلہ میں جو بمنزلہ رُوح کے ہے بدن کے مقابلہ میں ۔ اور اس فن کا تکفل صوفیاء نے کیا ہے کہ انہوں نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت فرمائی ۔ خود سیراب ہوئے اور دوسروں کو سیراب کیا اور انتہائی سعادت کے ساتھ کامیاب ہوئے ۔

دیکھئے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اخلاص احسان ایسی عظیم چیز ہے کہ علوم واعمال کی ان کے بغیر حیثیت ہی باقی نہیں رہتی ۔

اسی مضمون کو ملا علی قاریؒ نے حدیث جبرئیلؑ کی شرح میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد اخلاص ہے ۔ اس لئے کہ اخلاص شرط ہے ایمان واسلام کی صحت کے لئے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ احسان مرادف ہے اخلاص کے بغیر اس کے اسلام وایمان دونوں صحیح نہیں ہوتے اور عمل کی قبولیت بھی اسی پر منحصر ہے ۔ اس کے بغیر علوم واعمال کی کچھ حیثیت ہی نہیں رہ جاتی چنانچہ اعمال کے اعتبار سے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ فرمایا کہ بدون اخلاص کے وہ جسم بلا رُوح کے رہ جاتے ہیں یعنی مردہ ۔ اور علوم کے اعتبار سے یوں تشبیہ دی کہ گویا وہ الفاظ بلا معنی رہ جاتے ہیں یعنی بالکل مہمل ۔

حضرت شاہ عبدالحق صاحبؒ محدث دہلویؒ کا بیان

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ احسان اشارہ ہے اصل تصوف کی طرف ، اور تصوف کے جملہ معانی جن کی طرف مشائخ طریقت اشارہ فرماتے ہیں اسی طرف راجع ہیں ۔ آگے شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ علم حدیث بالذات ہر چیز پر مقدم ہے لیکن حقیقت میں تصوف کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح ہے ۔

علامہ شامیؒ کا بیان

علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ طریقت شریعت پر عمل کرنے کا نام ہے ، اور شریعت اعمال ظاہرہ کا نام ہے اور یہ دونوں اور حقیقت تینوں چیزیں آپس میں متلازم ہیں ۔

حضرت امام ربانی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ

حضرت امام ربانی گنگوہیؒ نور اللہ مرقدہٗ بھی اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع شریعت بھی فرض اور مقصدِ اصلی ہے طریقت بھی شریعت باطنی ہے اور حقیقت ومعرفت متمم شریعت ہیں ۔ اتباع شریعت بکمال بدون معرفت نہیں ہوسکتا (مکاتیب رشیدیہ ص [illegible])

مولانا وصی اللہ صاحب کا یہ رسالہ بہت طویل ہے اس کا اقتباس بھی بہت طویل ہے ۔ اس میں تصوف کی حقیقت ، بیعت کی ضرورت ، شیخ کی شرائط اور اس کے اتباع کی ضرورت پر بہت زیادہ طویل کلام کیا گیا ہے اس کا اختصار بھی بہت طول کو چاہتا ہے

مولانا عاشق الٰہی صاحب کا بیان حقیقتِ تصوف میں

اسی طرح حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے حضرت امام ربانی گنگوہی قدس سرہ کی سوانح تذکرۃ الرشید حصہ دوم میں طریقت کے عنوان میں اس کی حقیقت اس کی ضرورت پر بہت تفصیلی کلام کیا ہے ۔ تحریر فرماتے ہیں کہ سلوک نام ہے تعمیر الظاہر والباطن یعنی اعضاء ظاہر اور قلب کا اپنے مولیٰ تعالیٰ شانہٗ کی طاعت وخدمت میں مشغول رکھنا ، بایں طور کہ ہادی عالم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق اور تعلیم فرمائی ہوئی شریعت کے اتباع کی اس درجہ خو اور عادت پڑ جائے کہ سنتِ نبویہ پر عمل کرنا طبعی شیوہ اور خلقی شعار بن جائے ، تکلف کی حاجت نہ رہے ۔

تصوف اصل ایمان ہے

کوئی زائد شے نہیں ۔ یہی ایمان جس کا ہر مسلمان مدعی ہے اصل سلوک ہے بشرطیکہ اس کی اصلیت اور حلاوت قلب کو عطاء ہو جائے یہی جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عالم کو سکھائی ہے اصل درویشی اور طریقت ہے مگر اس وقت جبکہ اعضاء سے متعدی ہو کر قلب تک پہنچ جائے اور عمل واکتساب قلبی انس وتعلق کا ثمرہ بن جائے ۔

عامی آدمی اور صاحبِ نسبت کی عبادت کا فرق

ایک بیمار شخص جس کو مطلق بھوک نہ معلوم ہو طبیب کے حکم سے غذا کھاتا ہے مگر جبراً و قہراً تاکہ طاقت بنی رہے دوسرا شخص وہ ہے جو بحالت تندرستی و صحت تامہ صادق اشتہا و رغبت سے غذا کھا رہا ہے۔ غذا کھانے میں دونوں برابر ہیں مگر ایک جبر و کراہت سے کھا رہا ہے اور دوسرا رغبت و اشتہا سے۔ اسی طرح عامی آدمی عبادت کرتا ہے مگر نفس کو مجبور بنا کر اور صاحب نسبت ولی اسی عبادت میں مشغول ہوتا ہے مگر بایں وجہ کہ دل کا تقاضا اس طاقت میں مشغول ہونے پر اس کو مجبور کر رہا ہے۔ اس صحت کاملہ کا نام طریقت ہے جو قلب کو حاصل ہوتی ہے اور اس روحانی غذا کو جس کو شریعت کہا جاتا ہے بجا خواہشمندانہ رغبت سے کھا دیتا ہے۔ مولانا نے تصوف کی حقیقت اور اس کی ضرورت وغیرہ امور پر طویل کلام کرنے کے بعد حضرت امام ربانی کی ایک تحریر نقل کی ہے۔

حضرت امام ربانی گنگوہی قدس سرّہ کی تحریر

جو حضرت قدس سرہ نے اپنے اوائل عمر میں معلوم نہیں کس ضرورت سے تحریر فرمائی تھی اُس کا ترجمہ یہ ہے۔

صوفیا کا علم نام ہے ظاہر و باطن علم دین اور قوت یقین کا اور یہی اعلیٰ علم ہے۔ صوفیاء کی حالت اخلاق کا سنوارنا اور ہمیشہ خدا کی طرف لو لگائے رکھنا ہے۔

تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین ہونا اور اپنے ارادہ کا فنا ہو جانا ہے اور بندہ کا اللہ تعالیٰ کی رضا میں بالکلیہ مصروف ہو جانا ہے۔

صوفیاء کے اخلاق وہی ہیں جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق ہے حسب فرمان خداوندی کہ بے شک تم بڑی خلق پر پیدا کئے گئے ہو اور جو کچھ حدیث میں آیا ہے اس پر عمل اخلاق صوفیاء میں داخل ہے۔ صوفیا کے اخلاق کی تفصیل اس طرح ہے۔ اپنے آپ کو کمتر سمجھنا۔ اور اس کی ضد ہے تکبر۔ مخلوق کے ساتھ تلطف کا برتاؤ کرنا اور خلقت کی ایذاؤں کا برداشت کرنا نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا۔ غیظ و غضب کو چھوڑ دینا، ہمدردی اور دوسروں کو ترجیح دینا خلق پر فرط شفقت کے ساتھ جس کا یہ مطلب ہے کہ مخلوق کے حقوق کو اپنے حظ نفسانی پر مقدم رکھا جائے۔ سخاوت کرنا۔ درگزر اور خطا کا معاف کرنا خندہ روئی اور بشاشت، جسم سہولت اور نرم پہلو رکھنا۔ تصنع اور تکلف کا چھوڑ دینا خرچ کرنا بلا تنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق ہو۔ خدا پر بھروسہ رکھنا۔ تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا۔ پرہیزگاری، جنگ و جدل اور عتاب نہ کرنا مگر حق کے ساتھ۔ بغض و کینہ و حسد نہ کرنا، عزت و جاہ کا خواہشمند نہ ہونا۔ وعدہ پورا کرنا۔ بردباری، دور اندیشی، بھائیوں کے ساتھ موافقت و محبت کرنا اغیار سے علیحدہ رہنا۔ محسن کی شکرگزاری، جاہ کا مسلمانوں کے لیے خرچ کرنا۔ صوفی اخلاق میں اپنا ظاہر و باطن مہذب بنا لیتا ہے اور تصوف سارا ادب ہی کا نام ہے۔ بارگاہ احدیت کا ادب یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا جائے۔ شرم کے مارے اللہ تعالیٰ کے جلال و ہیبت کے سبب بدترین معصیت ہے تحدیث نفس یعنی نفس سے باتیں کرنا اور ظلمت کا سبب ہے (تذکرۃ الرشید ص ۲)

امام ربانی قدس سرہٗ کی یہ چند سطور سرمایہ و عنوان ہیں جہاں تمام مباحث کا جو طریقت کے شریف فن میں ہزارہا ضخیم کتابوں کے اندر اولیاء اللہ نے جمع کئے ہیں۔

رئیس الاحرار کا سوال یہ تصوف کیا بلا ہے؟

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رئیس الاحرار نے مجھ سے پوچھا تھا، بہت عرصہ کی بات ہو گئی کہ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ بہت دلچسپ قصہ ہے مفصل تو اپنی جگہ گزر چکا۔ اس ناکارہ نے اس وقت یہ جواب دیا تھا کہ تصوف کی حقیقت صرف تصحیح نیت ہے اس کے سوا کچھ نہیں جس کی ابتداء انما الاعمال بالنیات سے ہوتی ہے اور انتہاء ان تعبد اللہ کانک تراہ ہے۔ اس کو یاد داشت کہتے ہیں اس کو حضوری کہتے ہیں اسی کو نسبت کہتے ہیں۔ میں نے کہا مولانا سارے پاپڑ اس ایک بات کے لیے بیلے جاتے ہیں۔ اسی کے لیے ذکر و شغل ہوتا ہے۔ اسی کے لیے مجاہدے اور مراقبے ہوتے ہیں جس کو اللہ جل شانہٗ اپنے لطف و کرم سے کسی بھی طرح سے یہ دولت عطا کر دے اس کو کہیں کی بھی ضرورت نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کیمیا اثر سے ایک ہی نظر میں سب کچھ ہو جاتے تھے۔ اُن کو کسی چیز کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اس کے بعد اکابر اور حکماء اُمت نے قلبی امراض کی کثرت کی بنا پر مختلف علاج تجویز فرمائے جیسا کہ اطباء بدنی امراض کے علاج کے لیے تجویز کرتے ہیں۔

روحانی اطباء روحانی امراض کے لیے ہر زمانے کے مناسب اپنے تجربات جو اسلاف کے تجربات سے مستنبط تھے نسخے تجویز فرماتے ہیں جو بعضوں کو بہت جلد نفع پہنچاتے ہیں، بعضوں کو بہت دیر لگتی ہے۔ پھر میں نے مرحوم کو متعدد قصے سنائے۔

پیدل دریا پار ہونے کا قصہ

حضرت شیخ دام مجدہم فرماتے ہیں کہ ایک قصہ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے سُنا اور کئی مرتبہ سنا، اور میں نے بھی حدیث کے اسباق میں اور دوستوں کی مجالس میں ہزاروں مرتبہ اس کو سنایا ہوگا وہ یہ ہے کہ:

قصبہ پانی پت کا ضلع کرنال ہے۔ ان دونوں کے درمیان جمنا چلتی تھی معلوم نہیں اب بھی ایسا ہے یا نہیں جمنا کا ہر جگہ دستور یہ ہے کہ خشکی کے زمانہ میں لوگ جوتے ہاتھ میں لے کر پار ہو جاتے ہیں۔ جہاں پانی زیادہ ہو وہاں کشتیاں کھڑی رہتی ہیں۔ ملاح دو چار پیسے لے کر ادھر سے اُدھر پہنچا دیتے ہیں۔ لیکن جب جمنا طغیانی پر ہو تو پھر عبور ناممکن ہوتا ہے۔

ایک شخص پانی پت کا رہنے والا جس پر خون کا مقدمہ کرنال میں تھا اور جمنا میں طغیانی اور نہایت زور۔ وہ ایک ملاح کی خوشامد درآمد کرتا، مگر ہر شخص کا ایک جواب کہ اس میں تیرے ساتھ اپنے آپ کو ڈبو دیں گے۔ وہ بے چارہ غریب پریشان رو رہا تھا ایک شخص نے اس کی بدحالی دیکھ کر کہا کہ اگر میرا نام نہ لے تو ترکیب میں بتلا دوں۔ جمنا کے قریب فلاں جگہ ایک جھونپڑی پڑی ہوئی ہے۔ اس میں ایک صاحب مجذوب قسم کے پڑے رہتے ہیں۔ ان کے جا کر سر ہو جا خوشامد منت سماجت جو کچھ تجھ سے ہو سکے کسر نہ چھوڑنا اور وہ جتنا بھی برا بھلا کہیں حتیٰ کہ اگر تجھے ماریں بھی تو منہ نہ موڑنا چنانچہ یہ شخص ان کے پاس گیا اور ان سے خوشامد درآمد کی

اور انہوں نے اپنی عادت کے موافق خوب ملامت کی کہ میں کوئی خدا ہوں، میں کیا کر سکتا ہوں، مگر جب یہ روتی ہی رہیں (اور رونا تو بڑے کام کی چیز ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی نصیب فرمائے) تو ان بزرگ نے کہا کہ جمنا سے کہہ دے کہ اس شخص نے جس نے نہ عمر بھر کچھ کھایا، نہ بیوی کے پاس گیا اس نے بھیجا ہے کہ مجھے راستہ دیدے۔ چنانچہ یہ گیا اور جمنا نے راستہ دیدیا، اُس کا تو کام ہو گیا۔ اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ پہلے انبیاء کے معجزات اس امت کی کرامات ہیں اور پانی پر چلنے کے قصے تو صحابہ کرامؓ کے تواریخ میں منقول ہیں اور کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم تو مستقل ایک رسالہ حضرت تھانویؒ کے قلم سے لکھا گیا تھا۔ جس میں علاء بن حضرمیؓ صحابی کی ماتحتی میں ایک جہاد میں جو کسری سے ہوا تھا سمندر میں گھوڑے ڈال دینا اور سمندر کو پار کر لینا جس میں زینیں بھی نہ بھیگیں نقل کیا گیا۔ عامل کسری یہ دیکھ کر ایک کشتی میں بیٹھ کر یہ کہتا ہوا بھاگ گیا کہ ان سے ہم نہیں لڑ سکتے۔ اس واقعہ کو ابن عبدالبر اور تاج الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی مختصراً ذکر کیا ہے۔

اس جھونپڑی میں جس کا اُوپر ذکر آیا اُن بزرگ کے بیوی بچے بھی تھے۔ دین داروں کی بیویاں ڈیڑھ خصم ہوتی ہیں، یہ بے چارے اس فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں زیادتی نہ ہو جائے وہ اس سے غلط فائدہ اُٹھا کر سر پر چڑھی جاتی ہیں۔ ان بزرگ کی بیوی نے رونا شروع کیا۔ کہ تو نے عمر بھر کچھ کمایا نہیں بغیر کھائے ہاتھی بن رہا ہے۔ اس کو تو تُو جانے تیرا خدا، مگر تو نے جو یہ کہا کہ میں بیوی کے پاس کبھی نہیں گیا یہ ستر کی دھاڑ میں کہاں سے لائی؟ انہوں نے ہر چند سمجھایا کہ یہ میری ہی اولاد ہے میں نے ان کے اولاد ہونے سے انکار نہیں کیا، مگر اس نے اتنا رونا چلانا شروع کر دیا کہ تو نے تو میرا منہ کالا کر دیا، وہ ساری دنیا میں جا کر کہیگا کہ پیر صاحب بیوی کے پاس تو گئے نہیں یہ اولاد کہاں سے آ گئی۔ ہر چند پیر صاحب نے سمجھانا چاہا مگر اس کی عقل میں نہیں آیا۔ اور جتنا جتنا وہ کہتے، وہ روتی۔ جب بہت دیر ہو گئی تو ان پیر صاحب نے یوں کہا کہ میں نے ساری عمر خوب کھایا، اللہ کا شکر ہے۔ اور تیرے سے صحبت بھی حقیقتہً خوب کی تجھے بھی معلوم ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے بچپن میں ایک مولانا سے وعظ میں ایک بات سنی تھی۔ وہ یہ کہ جو کام اللہ کے واسطے کیا جاوے وہ دنیا نہیں دین بن جاتا ہے اور عبادت بن جاتا ہے اور ثواب بن جاتا ہے۔ اس وقت سے میں نے جب بھی کوئی چیز کھائی تو اس نیت سے کھائی کہ اس سے اللہ کی عبادت پر قوت حاصل ہو یا اس نیت سے کھائی کہ لانے والے اور کھلانے والا کا دل خوش ہو۔ اسی طرح سے میں شادی کے بعد سے تیرے پاس خوب گیا لیکن یہ قصہ پہلے سنا ہوا تھا اس لئے جب کبھی میں تیرے پاس گیا تیرا حق ادا کرنے کی نیت پہلے سے کر لی کہ اللہ نے بیوی کا رکھا ہے۔ میں نے تو یہ قصہ اپنے والد صاحب سے بار بار ایسے ہی سنا مگر مولانا الحاج ابو الحسن علی میاں صاحب دام مجدہم نے حضرت الحاج شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی نقشبندی بھوپالیؒ کے جو ملفوظ جمع کئے ہیں اس کے صفحہ ۱۶۵ پر یہ قصہ دوسری نوع سے نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے پر تھے۔ دوسرے بزرگ دوسرے کنارے پر۔ ایک بزرگ نے جو متاہل اور صاحب اولاد تھے اپنی بیوی سے کہا کہ کھانے کا ایک خوان لگا کر دریا کے دوسرے کنارے پر جو دوسرے بزرگ رہتے ہیں ان کے پاس لے جاؤ اور ان کو کھانا کھلاؤ۔ بیوی نے کہا کہ دریا گہرا ہے میں اس کو کس طرح پار کر کے دوسرے کنارے جاؤں گی فرمایا جب دریا میں قدم رکھنا میرا نام لیکر کہنا کہ اگر میرے اور میرے شوہر کے درمیان وہ تعلق ہوا جو زن و شوہر میں ہوا کرتا ہے تو مجھے ڈبو دے ورنہ میں پار ہو جاؤں اس نے یہی کہا۔ یہ کہنا تھا کہ دریا پایاب ہو گیا اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں وہ دریا کے پار ہو گئیں۔ انہوں نے کھانے کا خوان ان بزرگ کو پیش کیا۔ انہوں نے اس کو اکیلے تناول فرما لیا (یعنی ختم کر دیا) جب واپس ہونے کا وقت ہوا تو ان کو فکر ہوئی کہ آنے کا وظیفہ تو مجھے معلوم ہو گیا اب جاتے وقت کیا کہوں؟ اُن بزرگ نے ان کی پریشانی دیکھی تو ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں دریا سے کیسے پار ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ دریا کو کس طرح پار کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ میں اس طرح کہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اب جا تو میرا نام لیکر کہنا کہ اس نے ایک لقمہ بھی کھایا ہو تو میں ڈوب جاؤں ورنہ پار ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ پار ہو گئیں۔ اب انہوں نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آپ نے صاحب اولاد ہو کر خلاف واقعہ بات کیوں کہی اور ان بزرگ نے آنکھوں کے سامنے پورا کھانا تناول کرنے کے باوجود ایک لقمہ بھی کھانے سے انکار کیوں کیا تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کیا امر الٰہی سے کیا۔ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں کیا اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ وہ امر الٰہی سے کیا، نفس کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا اور دنیا جو کچھ کرتی ہے اور جس کا رواج ہے وہ نفس کے تقاضہ کو پورا کرنا ہے امر الٰہی پیش نظر نہیں ہوتا اس لئے دنیا جس کو ازدواجی تعلق، شکم پروری اور خورد و نوش سمجھتی ہے ہم دونوں میں سے کوئی اس کا مرتکب نہیں ہوا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ واقعہ پہلا ہو۔ اس قسم کے واقعات متعدد ہو سکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے اس قسم کے واقعات پانی پر چلنا دریا میں گھوڑوں کو اتار دینا مشہور ہیں۔

(ماخوذ از اکابر کا سلوک و احسان)

دیدہ زیب زیورات کیلئے تشریف لائیں
ھارون ساجن اینڈ کمپنی
گولڈ سمیتھ صراف اینڈ جیولرز
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۷۳۵۳۵

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں

دین کا اشتراک ہر تفریق وامتیاز سے بالاتر ہے

از: حضرت مولانا محمد احمد صاحب کراچی

قرآن کریم میں ۲۶ ویں پارہ ختم سورۂ حجرات میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو۔ پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے۔ پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو۔ بےشک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو سب بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

تفسیر و تشریح:۔ گزشتہ آیات میں ایمان والوں کو خطاب کر کے ہدایت دی گئی تھی کہ ہر کس و ناکس کی بات سن کر اس پر فوراً اعتماد مت کر لیا کرو۔ اگر کوئی قانون اسلام سے بے پرواہ شخص کوئی خبر سنائے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو اور اس سے پہلے اس کی بات پر یقین مت کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس کی خبر پر یقین کر کے جلدی سے کسی کے خلاف قدم اٹھا لو اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ کام غلط ہوا تو پھر پچھتانا پڑے۔ تو یہ ہدایت دے کر اور یہ نصیحت کر کے قرآن کریم نے بہت سے آپس کے اختلافات اور جھگڑے جو غلط افواہوں کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں ان کا خاتمہ کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہو جاتے ہیں اور یہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اخوۃ کا نظام قائم ہے اس لئے اوپر کی ہدایت کے ساتھ ہی اہل ایمان کو یہ بھی بتلایا گیا کہ دیکھو تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں تو تمہیں آپ کی قدر پہچانی چاہیئے۔ آپ کے مشورہ اور حکم کو قبول کرنا چاہیئے اور اپنی خواہش اور رائے کو آپ کے حکم کے تابع بنانا چاہیئے۔ پھر یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ جو مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کی محبت پیدا فرما دی اور کفر و فسق وعصیان سے ان کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی اس لئے دل سے اطاعت رسول کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ الغرض مسلمانوں میں نزاع اور اختلاف کو روکنے اور پیدا ہی نہ ہونے کی پیش بندیاں بیان فرمائی گئیں۔

اب آگے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ باوجود ان تمام پیش بندیوں کے اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہو جائے اور وہ آپس میں لڑ پڑیں تو پھر دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ پوری کوشش کریں کہ اختلاف رفع ہو جائے اور اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی پر کمر باندھ لے تو مسلمانوں کو بھی اس سے لڑائی کریں یہاں تک کہ وہ فریق مجبور ہو کر اپنی زیادتی سے باز آئے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کیلئے اپنے کو پیش کر دے۔ پھر اس وقت چاہیئے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مساوات اور انصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں۔ کسی ایک کی طرفداری میں جادۂ حق سے ادھر ادھر نہ جھکیں۔ پوری طرح عدل وانصاف کو ملحوظ رکھیں اور صلح و جنگ ہر حالت میں یہ خیال رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی مصالحت ہے۔ دشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے اس لئے جب دو بھائی آپس میں لڑ پڑیں تو یوں نہیں ان کے حال پر نہ چھوڑ دو بلکہ ان کے درمیان اصلاح کی پوری کوشش کرو اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو۔ کسی کی بیجا طرفداری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آنے پائے۔ یہاں آیت میں جو یہ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ بےشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اِخْوَةٌ کا لفظ قابل غور ہے جو حقیقی بھائیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ رشتے ناتے کے بھائیوں کے لئے لفظ اِخْوَان آتا ہے تو قرآن پاک نے یہاں اِخْوَةٌ کا لفظ لا کر بتلا دیا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعلق اور رشتہ بالکل سگے بھائیوں کا سا ہے جو انتہائی محبت کا رشتہ ہے۔ یہ تو ہوئی قرآنی تصریح۔

اب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اُسے اس پر ظلم وستم نہ کرنا چاہیئے۔ ایک دوسری صحیح حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر مسلمان بھائی کیلئے اُس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین۔ اور تجھے بھی خدا ایسا ہی دے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مسلمان سارے کے سارے اپنی محبت ہمدردی میل جول میں مثل ایک جسم کے ہیں جب کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم تڑپ اٹھتا ہے۔ کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک اور صحیح حدیث میں ہے مومن مومن کے لئے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط کرتا ہے پھر آپ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن کا تعلق اہل ایمان سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسم سے۔ مومن اہل ایمان کے لئے وہی درد مندی کرتا ہے جو درد مندی جسم کو سر کے ساتھ ہے۔ پھر آپس میں عدل وانصاف کرنے کے متعلق ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جو عدل وانصاف کرتے رہے وہ موتیوں کے منبروں پر رحمٰن عزوجل کے سامنے ہوں گے اور یہ بدلہ ہوگا ان کے عدل وانصاف کا۔ اوپر شروع سورۃ سے

دقائق جو یہ ذکر کرنے کے بعد باب بعض باہمی حقوق اور آداب معاشرت بیان فرمائے جاتے ہیں جن میں پہلا حکم ان آیات میں بیان فرمایا گیا کہ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں یا دو شخصوں میں لڑائی ہو جائے تو باہم صلح صفائی اور میل ملاپ کرا دو اور عدل انصاف ملحوظ رکھو۔

ان آیات میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو یعنی نزاع رفع کر کے فوراً موقوف کرا دو۔ اور اگر بعد کوشش اصلاح کے بھی ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے اور لڑنا موقوف نہ کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے۔ پھر اگر وہ زیادتی کرنے والا فریق حکم خدا کی طرف رجوع ہو جاوے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو یعنی حدود شرعیہ کے موافق اس نزاع کے معاملہ کو طے کر دو اور انصاف کا خیال رکھو یعنی طرفداری اور غرض نفسانی کو غالب نہ ہونے دو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے اور ہم نے جو اصلاح کا یہ حکم کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان تو سب اشتراک فی الدین کی وجہ سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو تاکہ اخوت قائم رہے اور اصلاح کے وقت اللہ سے ڈرتے رہا کرو یعنی حدود شرعیہ کی رعایت رکھا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جاوے:۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی وحدت قائم رکھنے کے لئے اور ایک سطح پر مرکوز کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ان میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت موجود رہے جو اختلافات کا جائزہ لیتی رہے اور جب مسلمانوں کے دو فریق میں کوئی نزاع اختلاف یا مناقشہ پیدا ہو تو بیچ میں پڑ کر صلح صفائی کرا دے اور جو فریق نہ مانے تو اس کے خلاف قوت و طاقت کا استعمال کریں حتیٰ کہ وہ فریق سرکشی سے باز آ جائے اور خدا کے حکموں کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

دوسری بات جو ان آیات نے بتائی وہ یہ ہے کہ دین کا اشتراک ہر مادی۔ مالی۔ ملکی۔ نسلی قسم کی تفریق و امتیاز سے بالاتر ہے۔ اور بڑے چھوٹے۔ امیر غریب سب کو اخوت دینی کے رشتہ میں پرو کر اسلام دین فطرت نے مسلم قومیت کی بنیاد صرف وحدت کلمہ پر رکھی ہے نہ کہ ملک۔ قوم۔ وطن۔ زبان وغیرہ پر۔ آج جو مسلمان نت نئے ہمہ گیر فتنوں میں گرفتار ہو رہے ہیں اور خصوصاً جو افتاد پاکستان پر پڑی ہوئی ہیں تو اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ و رسول۔ قرآن و حدیث کتاب و سنت نے جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں ان کو تو خیر باد کہہ دیا۔ اور کہیں قوم پرستی کہیں وطن پرستی کہیں صوبہ پرستی کہیں زبان پرستی وغیرہ کے بت بنا کر کھڑے کر لئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اپنے مسائل کا حل غیروں کی نقالی میں منحصر سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اور فہم عطا فرمائیں اور قرآن و سنت کو اپنانے کی سعادت نصیب فرمائیں۔

ابھی آگے مزید بعض ہدایات مسلمانوں کو دی گئی ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے آپس میں نفرت و عداوت اور اختلاف اور افتراق کے جذبات ہی پیدا نہ ہوں اور آپس کے بھائی چارہ میں فرق ہی نہ آنے پائے۔

نوٹ:۔ ابتدائیہ درس قریب ۲۰ سال پہلے کا تحریر کیا ہوا ہے۔ (احقر مؤلف)

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے چھوٹے و بڑوں کو اور ہمارے حاکموں اور محکوموں کو سب کو دین کی سمجھ اور فہم عطا فرمائیں اور اپنی تائید و نصرت سے ہم کو دین اسلام کی برکتیں عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم کو اسلامی اخوت نصیب فرمائیں اور اپنے دین کو پوری طرح اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائیں اور اسلام اور مسلمانوں کو عزت و عظمت بخشیں اور اعدائے دین اور مخالفین اسلام کو خاسر۔ ناکام اور پامال فرمائیں۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

گنج مقصود

از: محمد شفیع عمر الدین

میرپور خاص

آخرت کی نجات کے طالب کو چاہیے کہ حضرت

سیدنا و مرشدنا و مولانا خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کی ہدایات پر عمل کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ آدمی کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے اور آزاد نہیں چھوڑا گیا، تاکہ جو دل میں آئے وہ کرے اور ہوائے نفس اور خواہش طبیعت کے مطابق زندگی بسر کرے بلکہ اسے اوامر اور نواہی کا مکلف بنایا گیا ہے اور قسم قسم کی تکلیفیں اسے دی گئی ہیں۔ اس لئے اسے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔ اور ہوائے نفس اور طبیعت کی خواہش جو ان احکام کی مخالف ہوں۔ ان کو ترک کر دے اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقوبت میں گرفتار ہوگا۔

لہذا وہ لوگ خوش قسمت ہیں جنہوں نے کمر ہمت مولیٰ جل شانہٗ کی خدمت (اس کے احکام کی بجا آوری) کے لئے باندھی ہے اور ساری ہمت اس کی رضا والے کاموں میں صرف کرتے ہیں (از مکتوب ۱۳۰ دفتر ۲)

اللہ تعالیٰ وحی قطعی سے آخرت کی نجات کو شریعت حقانی کی پیروی پر منحصر رکھا ہے اور اپنا قرب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کے ساتھ وابستہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران۔ آیت۔ ۳۱)

ترجمہ: کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔

(مکتوب۔ ۵۶۔ دفتر اول)

۲۔ قرب الٰہی کے درجات کا حصول شریعت کی پیروی پر منحصر ہے جو شریعت پاک کو چھوڑے گا۔ وہ مقصد نہ پائے گا بلکہ گمراہ ہو جائیگا۔ (مکتوب ۲۹۔ دفتر اول)

باقی صفحہ ۲۶ پر

لسانی وتہذیبی جاہلیت کا المیہ

اور اس سے سبق

حضرت مولانا
سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی
ایک پرانی تقریر

آخری قسط

قرآن اور حدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت

قرآن وحدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ کسی نسل، خون، رنگ، زبان، تہذیب کی بنا پر اندھا دھند حمایت اور جتھا بندی، اس کی بنیاد پر محبت ونفرت، تعلق اور قطع تعلق، صلح وجنگ، وہ جاہلی عصبیت ہے جس کی مذمت سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے۔

اذ جعل الذین کفروا فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ ط

(سورہ الفتح ۲۶)

جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی، اور ضد بھی جاہلیت کی۔

اور صحیح حدیث میں آیا ہے :—

لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل علی عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ (ابوداؤد)

ترجمہ: وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی دعوت دے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جو کسی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے۔ وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جس کی موت عصبیت پر ہو۔

ایک مرتبہ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنی اپنی قوم کی دہائی دی اور مہاجر نے یا للمھاجرین (اے مہاجرو) اور انصاری نے یا للانصار (اے انصارو) کا نعرہ لگایا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا دعوھا فانھا منتنۃ (ان جاہلی نعروں کو چھوڑ دو۔ یہ گندہ اور بدبودار چیزیں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جاہلی نسبتوں اور ان کے نام پر اپیل کرنے اور ان کی دہائی دینے سے ایسی نفرت تھی کہ آپ نے ان سے کام لینے والوں کی ہر طرح سخت شکنی اور توہین وتذلیل کی ہدایت فرمائی اور باوجود اس کے کہ آپ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے لئے بھی کوئی درشت اور نا ملائم لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے، آپ نے سخت ترین الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی اور اس میں مطلق رو رعایت کرنے اور اشارہ کنایہ سے کام لینے سے بھی منع فرمایا۔

زبانیں باعث رحمت یا باعث زحمت؟

درحقیقت زبانوں کا اختلاف بالکل قدرتی اور فطری ہے بلکہ اس کو قرآن مجید میں خدا کی ایک نعمت اور قدرت کی ایک نشانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے اوپر یہ آیت گذر چکی ہے۔

ومن آیاتہ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ط ان فی ذالک لاٰیات للعالمین ٥ (سورہ الروم ۲۲)

ترجمہ: اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا، اہل دانش کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

لیکن جب اس زبان کے معاملہ میں غلو ومبالغہ کیا جاتا ہے اور اس کی تقدیس شروع ہو جاتی ہے، اس کو معبود ومسجود بنا لیا جاتا ہے تو وہ رحمت کے بجائے عذاب، تعمیر کا ذریعہ بننے کے بجائے تخریب کا ذریعہ بن جاتی ہے اور اس کے استھان پر انسان اس طرح بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں جیسے پہلے کبھی دیویوں اور استھانوں پر انسانوں کی قربانی کی جاتی تھی۔ زبان اس لئے ہے کہ وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑے اس سے نکلا ہوا ایک لفظ مردوں میں جان ڈال دے اور محبت کے پھول برسائے، بیگانوں کو یگانہ، دور کو نزدیک اور دشمن کو دوست بنائے، اس کا کام نفرت پیدا کرنا، فتنے برپا کرنا، بھائی کو بھائی سے جدا کرنا اور نفرت کا زہر پھیلانا نہیں، اگر زبان سے یہی کام لیا جانے لگے تو اس سے گونگا اور بے زبان ہونا ہزار درجہ بہتر ہے اور انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ دنیا کی سب قومیں اور قوموں کے تمام افراد گونگے پیدا ہوتے اور اشاروں سے باتیں کرتے تو شاید انسانیت کے حق میں یہ اس سے بہتر ہوتا کہ اپنی اپنی زبان کے زور اور جوش میں بے گناہ انسانوں کا خون بہایا جائے، بے زبان عورتوں اور معصوم بچوں کو خاک وخون میں لٹایا جائے اور ملک کو تباہی وبربادی کے عمیق غار میں دھکیل دیا جائے۔

انسان زبان سے زیادہ قیمتی ہے

زبانیں انسانوں کے لئے بنی ہیں۔ انسان زبانوں کے لئے نہیں بنے ہیں، ایک انسانی جان کی قیمت زبان وادب کے پورے ذخیرے ہزاروں ادبی شہکاروں، شعر وشاعری کے ہزاروں دفتروں اور فصاحت وبلاغت کے دریاؤں اور سمندروں سے زیادہ ہے، زبانیں پیدا ہوئیں اور مٹیں، سکڑیں اور پھیلیں، ان میں ہزاروں تبدیلیاں ہوئیں لیکن انسان سدا سے انسان ہے، اور ہمیشہ انسان رہے گا۔

مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں رہا

ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ ہم نے دینی جذبہ، عبادت کا ذوق اور دینی معلومات کی ترقی کی جتنی کوشش کی، اتنا شعور صحیح اور پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے اسلامی ملکوں میں عمل اور شعور میں وہ تناسب نہیں جو ہونا چاہیئے، ایک آدمی آپ کو بڑا دیندار، عابد وتہجد گذار ملے گا لیکن اس کا دینی

شعور بالکل ناپختہ اور طفلانہ ہوگا۔ بعض مرتبہ وہ دین کی بنیادی تقاضوں سے ناواقف نظر آئے گا، اور وہ ایسی غلطی کر بیٹھے گا، جو کسی صاحب شعور مسلمان سے مستبعد ہے، ممکن ہے کہ وہ جاہلیت اور اسلام کا بالکل فرق نہ سمجھتا ہو، اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت اور کسی عیار و شاطر کا شکار ہو جائے اور اس کو وہ اپنے مذموم مقاصد اسلام کی بیخ کنی کے لئے استعمال کرسکتا ہے کہ وہ نیک نیتی اور سادگی کے ساتھ اس کام کو انجام دے اور اس عمل میں اور دین کے تقاضوں میں اس کو کوئی تضاد محسوس نہ ہو، تاریخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی اور حالیہ واقعات اس کا بہترین نمونہ ہیں، جن میں ان مسلمانوں نے جو اپنے دینی جذبہ میں ہندوستان کی دوسری آبادی کے مقابلہ میں زیادہ نیک نام تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اثر پذیری اور رقت کا حصہ وافر عطا فرمایا، جو دین اور شعائر دین سے والہانہ محبت رکھتے تھے، جو وعظ کے مجالس اور دینی اجتماعات میں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے تھے اور پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے، بہت سے مقامات میں سیاسی شاطروں کی چالوں کا شکار ہوگئے اور اس خونی کھیل میں شریک ہوگئے یا کم از کم اس فتنہ کا اس جرأت سے مقابلہ نہیں کرسکے جس جرأت سے ایک صاحب شعور قوم کو کرنا چاہئے تھا۔

صحابہ کرام کی جامع تربیت

لیکن صحابہ کرام کا معاملہ اس سے بالکل الگ تھا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مکمل اور جامع تربیت فرمائی تھی، جہاں ان کے اندر عمل کا وہ جذبہ پیدا کیا گیا تھا جس کی مثالیں دنیا کی تاریخ میں نایاب ہیں، وہاں ان کے اندر ایک ایسا شعور پیدا کردیا گیا تھا کہ وہ صحیح اور غلط، ظلم و عدل، اور جاہلیت و اسلام میں ہر وقت امتیاز کرسکتے تھے، ان کا ذہن اتنا سلیم اور مستقیم بنادیا گیا تھا کہ کوئی ٹیڑھی چیز ٹیڑھی ہو کر داخل نہیں ہوسکتی، اسی طرح ان کا ذہن سلیم کسی کج چیز کو قبول نہیں کرتا تھا۔

میں اس کی بہت واضح اور طاقت ور مثال پیش کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام کا تعلق ذات نبوی سے کیا اور کیسا تھا؟ مختصر یہ کہ توحید کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسی انسان کو کسی انسان سے جتنی عقیدت و تعلق ہوسکتا ہے، وہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی ذات مبارک سے تھا اور جس کو فارسی کے کسی شاعر نے اس الہامی مصرعہ میں بیان کیا ہے کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ کے مبارک لبوں اور زبان سے جو چیز نکلتی ہے اس کا منبع اور سرچشمہ وحی اور ہدایت الٰہی ہے اور آپ کوئی بات اپنے نفس کے تقاضہ سے نہیں فرماتے تھے۔ ان کا ایمان تھا کہ:

وما ینطق عن الھوی ٥ ان ھو الا وحی یوحی ٥

(سورہ النجم ۳-۴)

ترجمہ: اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

ان خصوصیات کو سامنے رکھ کر اب یہ سنئے کہ آپ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کی مجلس میں فرمایا۔

انصر اخاک ظالماً او مظلوماً

ترجمہ: اپنے بھائی کی مدد کرو، ظالم ہونے کی حالت میں اور مظلوم ہونے کی حالت میں بھی)

اس عقیدت اور عشق کا تقاضہ جس کا اوپر ذکر ہوا یہ تھا کہ وہ اس ارشاد کو بے چون و چرا مان لیتے اور آنکھ بند کرکے اس پر عمل کرتے۔ ایسے واضح الفاظ میں فرمادینے اور اہل زبان ہونے کے بعد ان کے کچھ دریافت کرنے اور وضاحت چاہنے کا کوئی موقعہ نہ تھا لیکن جس انداز پر ان کی اس وقت تک تربیت ہوئی تھی، ظلم کی جو مذمت وہ اس زبان مبارک سے ابھی تک سنتے چلے آئے تھے اور ظلم کا ساتھ نہ دینے کی ان کو جس طرح تلقین کی گئی تھی، ان کو اس میں اور آج کے ارشاد میں ایک کھلا ہوا تضاد محسوس ہوا، وہ خاموش نہ رہ سکے اور انہوں نے ادب سے عرض کیا۔

یارسول اللہ ھذا انصرتہ مظلوماً فکیف انصرہ ظالماً؟

ترجمہ: اے خدا کے پیغمبر مظلوم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جائے، ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جاسکتی ہے؟! آپ نے قطعاً اس پر اپنے کسی تکدر کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ان پر سرزنش کی بلکہ نہایت بشاشت کے ساتھ اپنے اس فرمان کی تفصیل، اور اپنے اس ارشاد کی تشریح فرمائی۔ فرمایا! ہاں ظالم کی بھی مدد کی جاسکتی ہے، اور کرنا چاہئے، مگر اس کا طریقہ کیا ہے؟ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لو، اس کو ظلم نہ کرنے دو، اب آنکھوں پر سے پردہ اٹھ گیا تھا، اور جو گرہ پڑ گئی تھی کھل گئی تھی۔

کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو

اس شعور کی ایک دوسری مثال سنئے، رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی عبداللہ بن حذافہ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک دستہ بھیجا جس کو سیرت و تاریخ کی اصطلاح میں (سریہ) کہتے ہیں، آپ نے ساتھ جانے والوں کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت کرنا، ایک موقعہ پر امیر نے کسی بات کا حکم دیا، اس کی تعمیل میں ذرا تاخیر ہوئی۔ انہوں نے اس پر غضب ناک ہو کر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا جب لکڑیاں جمع ہوگئیں تو انھوں نے اس کو آگ دکھائی اور ایک الاؤ روشن ہوگیا۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس میں کود پڑو، انھوں نے انکار کردیا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری بات ماننے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ بے شک دیا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا ہم نے اسی آگ سے بچنے کے لئے اسلام کو قبول کیا اور آپ کا دامن تھاما ہے، اب ہم اسی میں کیسے پھاند پڑیں؟ بات ختم ہوگئی۔ یہ فوج جب مدینہ پہنچی تو امیر لشکر نے آپ کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش کیا اور اپنے ساتھیوں کی شکایت کی آپ نے ان کے عمل کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ اگر یہ اس آگ میں گھس جاتے تو پھر کبھی یہ نکل نہیں سکتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ،

انما الطاعۃ فی المعروف

ترجمہ: اطاعت نیک کام ہی میں جائز ہے۔

آپ نے امت کو یہ زریں اصول دیا جو اس کی ہر دور میں رہنمائی کرتا رہا ہے اور جس نے بڑے نازک موقعوں پر جابر اور مستبد بادشاہوں کی اندھا دھند اطاعت اور گمراہ کن قائدوں اور رہنماؤں کی غیر مشروط پیروی اور رفاقت سے روکا ہے وہ اصول یہ تھا کہ:

"لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ"

الخالق۔"

ترجمہ: کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق (خدا) کی نافرمانی ہوتی ہو، اور اس کا کوئی حکم ٹوٹتا ہو)

تاریخ اسلام میں مسلمانوں نے بڑے بڑے نازک موقعوں پر اپنے دماغی توازن اور اپنی تمیز کو برقرار رکھا اور وہ ہر فتنہ کی آگ کا ایندھن نہیں بن سکے۔ ان میں ایسے ایسے جری اور وجیہ مصلح اور عالم پیدا ہوئے جنھوں نے وقت کے دھارے میں بہنے سے انکار کردیا اور اس اصول کے ماننے سے انکار کیا کہ:

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

وہ واقعات جن کی تاریخ کربلا کے میدان سے شروع ہوتی ہے اور کسی نہ کسی شکل میں اس وقت بھی اس کی جھلک نظر آسکتی ہے، یہ سب اسی زریں اصول کا نتیجہ تھا کہ

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

زخم کا مرہم

عزیز نوجوانو! زخم بہت گہرا ہے لیکن کوئی زخم نہیں جس کا مرہم نہ ہو اور جو مندمل نہ ہو سکے، عقل اور عزم شرط ہے۔ کوئی ہوئی دولت کی بازیافت، اور بھٹکے ہوئے گلے اور کھوئے ہوئے ریوڑ کو گھر لانے کی کوشش میں لگ جاؤ، زبانوں سے اگر زہر پھیلایا جاسکتا ہے تو تریاق بھی مہیا کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ کام پہلے کام سے زیادہ فطری اور آسان ہے کہ زبان کے لئے بھی فطرت کا منشا اور خدا کا حکم یہی ہے کہ:

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

کسی زبان کا اسلامی روح سے محروم رہنا اور جاہلی تصورات اور عقائد کا غلام ہونا بہت بڑا خطرہ ہے،

یاد رکھو کسی زبان اور لٹریچر کا اسلامی روح، اسلامی تخیلات اور تعبیرات، اسلامی حقائق اور اصطلاحات سے نا آشنا ہونا اور دینی علوم کے خزانے سے محروم رہنا بہت بڑا خطرہ ہے۔ زبان کا دل و دماغ، اور روح و ضمیر سے قریبی تعلق ہے جس زبان پر غیر اسلامی فکر اور غیر اسلامی ادب کا تسلط ہو اور جس زبان پر غیر اسلامی چھاپ ہو جس زبان کے بولنے والوں کے سوچنے کا طریقہ اور اپنے مطالب کے ادا کرنے کا انداز دوسرا ہو، جس زبان کے استعارات، تشبیہات، محاورات و تلمیحات کسی مشرکانہ تہذیب یا فلسفہ سے ماخوذ ہوں اور جس کی شخصیتیں، وہی کردار، وہی ادیب و شاعر اسی کے مصلح اور داعی اسی کے فلسفی اور مفکر اس کے لئے قابل تقلید اور آئیڈیل ہوں، اس کو اسلامی شخصیتوں سے اور جس فضا میں اسلام پھلا پھولا، اس سے بیگانگی ہو، وہ قوم ہمیشہ ذہنی اور تہذیبی ارتداد کے خطرہ میں مبتلا رہے گی اور اس کی جاہلی عصبیت کو ہر وقت بیدار کیا جا سکے گا۔ نسل پرستی اور زبان پرستی کا ایک نعرہ اس کو مجنون اور از خود رفتہ بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ حالیہ واقعات میں ہم نے اس کا نمونہ دیکھ لیا۔ اب آپ کا فرض ہے کہ آپ اس خطرہ کا سدباب کریں۔ ان زبانوں میں مہارت پیدا کریں۔ ان کی زبان و ادب کو نہ صرف اسلامیات سے مالا مال کر دیں بلکہ ان کی روح اور ضمیر کو مسلمان بنائیں بہتر بنانے کی کوشش کریں، ان شخصیتوں کا رعب اور ان کی ذہنی تفوق دور کرنے کی کوشش کریں جوان کو اسلام سے دور اور مشرکانہ تخیلات سے قریب کرتی ہیں ان میں اسلام اور جاہلیت کے درمیان امتیاز کرنے، اول الذکر سے محبت اور آخر الذکر سے نفرت کرنے کی ایسی صلاحیت پیدا کردیں کہ آئندہ کوئی جاہلی نعرہ اور زبان و نسل، ملک و وطن کی دہائی ان کو اسلام اور مسلمانوں سے کاٹ نہ سکے۔

ایک نئے دور کا آغاز ہوگا

اگر توفیق الٰہی سے آپ نے یہ فرض انجام دیا تو ہماری سابقہ غلطی جس کے نتیجے میں یہ ناخوشگوار واقعات پیش آئے وہ ایک بڑی کامیابی کا پیش خیمہ بن جائے گی اور ملت اسلامیہ کے اس قیمتی خاندان کو جس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء اور سینکڑوں کی تعداد میں اولیاء پیدا ہوئے اور جن کے اندر اب بھی اسلام سے محبت اور دین کے لئے حمیت پائی جاتی ہے اور جن کے اسلاف نے ماضی قریب میں تیرھویں صدی کے مجاہد اعظم حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ وہ جانبازیاں اور سرفروشیاں دکھائیں جنھوں نے ڈاکٹر ہنٹر جیسے نقادوں کو بھی

باقی صفحہ ۲۷ پر

اورنگی ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر کیلئے اپیل

جنت میں گھر بنائیں

اورنگی ٹاؤن کراچی کا ایک انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔ جہاں الفتح کالونی میں ایک چھوٹی سی مسجد موجود تھی اور جگہ ناکافی تھی۔ اب اس مسجد کی دو منزلہ تعمیر شروع کردی گئی ہے۔ جس پر کم از کم تین **چار لاکھ** روپیہ لاگت آئے گی۔ مسجد کی تعمیر کے بعد زیادہ سے زیادہ نمازی حضرات نماز ادا کرسکیں گے۔

تمام اہل خیر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مسجد کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

مولانا **محمد انور فاروقی** خطیب و انتظامیہ
جامع مسجد محمدی الفتح کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر دس کراچی نمبر ۴۱

(نوٹ) جامع مسجد محمدی ٹرسٹ کا اکاؤنٹ ۲۵ نیشنل بنک اورنگی ٹاؤن (نمبر ۱)

اصلاح معاشرہ

کفایت شعاری

از: شکیلہ خانم، ایم اے

کفایت شعاری کے معنی ہیں خرچ آمدنی کے مطابق یا جو لوگ کفایت شعاری نہیں کرتے وہ لوگ آخر کار پریشان ہوتے ہیں۔ بعض بے پروا آدمی آنکھ بند کرکے خرچ کرتے رہتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ شعر ہوتا ہے۔

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

یوں تو کوئی شخص ایسا نہیں جو کفایت شعاری کے فوائد سے واقفیت نہ رکھتا ہو لیکن پھر بھی ایسے لوگ بہت نکلیں گے جو کسی نہ کسی وجہ سے حد اعتدال سے گزر جاتے ہیں اور فضول خرچ بن جاتے ہیں ان وجوہات میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں میں نمود و نمائش کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور وہ اوروں کی نگاہ میں اپنی عظمت و شان دکھانے کے لئے حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے رہتے ہیں۔ دوسرا زبان کا چٹخارہ و قیمتی لباس کا شوق ہوتا ہے اس کے علاوہ بعض لوگ دل کے ایسے نرم اور کمزور ہوتے ہیں جو خواہ مخواہ حد اعتدال سے گزر جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مہمان اپنے گھر میں آجائے تو اس کی خاطر مدارات میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو ہر طرح کی چیزیں جس سے سماج میں نمایاں طور پر نظر آئیں خریدنے کا شوق ہوتا ہے اور ایک سے ایک اعلیٰ و قیمتی چیزیں خرید کر بھرتے ہیں کچھ لوگ اسی خیال سے کہ یہ چیز سستی ہے خرید لیتے ہیں خواہ وہ مہنگی ہی کیوں نہ ہو۔

ایک دانا کا قول ہے کہ دانا وہ ہے کہ جو آمدنی کے تہائی حصے سے اپنا گزارہ کرے جس کی آمدنی و خرچ برابر ہو وہ شخص بے وقوف ہے لیکن جو شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرے اسے کیا کہا جائے۔؟

کفایت شعاری کے معنی یہ ہیں کہ جتنی بھی آمدنی ہو اس کے مطابق خرچ کیا جائے۔ خرچ اس انداز سے کرنا چاہیے کہ خرچ کرنے کے بعد بھی کچھ نہ کچھ رقم آمدنی سے بچ جائے جیسے کسی شخص کی آمدنی ... اروپے ماہوار ہو اس کو اپنا خرچ اس انداز سے رکھنا چاہیے کہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ رقم بچ جائے وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا اگر خدا کے فضل و کرم سے فارغ البالی حاصل ہے تو زمانے کی گردشوں سے برے دن بھی آسکتے ہیں جو لوگ ان تمام مصیبت کے لئے کچھ نہ کچھ بچا کر رکھتے ہیں وہ اس گھڑی کو باآسانی بغیر کسی پریشانی کے گزار سکتے ہیں۔

نہ دنیا کے چھوٹا کام دھن کے بغیر
نہ مردہ بھی اٹھے کفن کے بغیر

بعض لوگ اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بال بچوں کو بھوکا رکھ کر روپے جمع کرتے ہیں اس کا نام کفایت شعاری نہیں بلکہ کنجوسی ہے

بچا خوب لیکن نہ ہو کر بخیل

جو لوگ بچت کرنے کے عادی نہیں وہ اچانک ضرورت پیش آنے پر گھبرا جاتے ہیں اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ان سے نہ ملنے کی صورت میں مہاجنوں کے قرض میں پھنس جاتے ہیں جس سے عمر بھر چھٹکارا نہیں ہوتا۔ فضول خرچی کی بنا پر متعدد خاندان تباہ ہو چکے ہیں اور بہت سے تباہی کی طرف گامزن ہیں۔ جو شخص ضروریات زندگی کو زیادہ نہیں بڑھاتا وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا غریب ہو یا مفلس، امیر ہو یا سرمایہ دار سب ہی کو کفایت شعاری کی ضرورت ہے۔

کفایت غریبوں کی ٹکسال ہے
جو مسرف ہے آخر وہ کنگال ہے

مثل مشہور ہے کہ فضول خرچی سے تو گنج قارون بھی خالی ہو جاتا ہے کفایت شعاری سے انسان کے خیالات سنور جاتے ہیں اس اصول پر کاربند ہونے سے انسان کو مختلف پریشانیوں اور عادات بد سے نجات مل سکتی ہے دل کی حالت درست ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہوتا ہے

فضول خرچی کے چند اسباب جو اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے بڑھ کر تباہی میں ڈالنے والی چیز ایک اور ہے کہ وہ آدمی اپنی آمد و خرچ کا حساب نہ رکھے جو ہاتھ آئے اناپ شناپ خرچ کرتا رہے یہ عادت کفایت شعاری کے اصولوں کے برخلاف ہے اور تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔

آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھنے اور جانچنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کس نے کتنا فضول خرچ کیا اور اس بات کے معلوم ہوتے ہی کوئی بھی شخص اپنے اخراجات میں کمی کرنا شروع کر دیتا ہے کفایت شعاری کے ذریعے ہر شخص کچھ نہ کچھ رقم سال کے آخر تک بچا لیتا ہے اور پھر کبھی آگے اس کے اخراجات اگر بڑھ بھی جائیں تو سالانہ بچت اس کی تلافی کر دیتی ہے۔ کفایت شعاری کے اور بھی بہت سے اصول ہیں جو بجائے خود نہایت کارآمد اور مفید ہیں مثلاً کوئی چیز ضائع نہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح ایک اصول یہ بھی ہے کہ کسی چیز کو صرف اس خیال سے کہ سستی ہے کبھی نہیں خریدنی چاہیے اگر اس چیز کی ضرورت نہیں ہے تو اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مہنگی چیز نہیں ہے چھوٹے چھوٹے اخراجات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کیونکہ یہی مل جل کر ایک بڑی رقم بن جاتے ہیں۔

جب کبھی بھی کوئی شخص شکایت کرے کہ اس کی آمدنی گھر کے خرچ کے لئے کافی نہیں تو فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ اس نے اپنی زندگی کا معیار اپنی آمدنی سے بلند کر رکھا ہے اس قسم کے معیار زندگی سے پرہیز لازم ہے اس لئے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنی چادر کو دیکھ کر ہی پاؤں پھیلائے۔ کفایت شعاری کے لئے آمد و خرچ کا پورا پورا حساب رکھنا چاہیے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے اور بعد میں پریشانی کا منہ دیکھنا پڑے۔ بے جا اور بے ضرورت خرچ بالکل نہیں کرنا چاہیے کوئی شے خواہ کتنی ہی سستی ہو کبھی بلا ضرورت نہیں خریدنی چاہیے۔

جو بھی چیز لے نقد دے کر ہی خریدنی چاہیے کبھی بھی قرض نہیں لینی چاہیے۔ خواہ وہ تھوڑی دیر کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ شیخی جتانے اور اترانے اور اپنے آپ کو دوسروں سے برتر دکھانے کی غرض سے خرچ کرنے کو گناہ عظیم سمجھنا چاہیے شادی بیاہ اور غیر ضروری اخراجات میں اور زیادہ سے زیادہ رسم و رواج پر فضول خرچی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اطاعت والدین

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ
وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ
عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ
کِلٰھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ
لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ
لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ
صَغِیْرًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل ع ۳)

ترجمہ: اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس معبود برحق کے کسی کی عبادت مت کرو، اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں جس کی وجہ سے محتاج خدمت ہو جائیں اور جبکہ طبعاً انکی خدمت کرنا بھاری معلوم ہو، سو اس وقت بھی اتنا ادب کرو کہ ان کو کبھی ہاں سے ہوں بھی مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور ان کے لئے حق تعالے سے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن کی عمر میں پالا پرورش کیا

(بیان القرآن)

۱۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کر دو۔"

(مسند احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ مستدرک حاکم)

۲۔ ابن ماجہ نے بروایت حضرت ابوامامہؓ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا، وہ دونوں ہی تیری جنت یا دوزخ ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت و خدمت جنت میں لے جاتی ہے اور ان کی بے ادبی و ناراضگی دوزخ میں۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (الادب المفرد)

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہش مند ہو، اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(مسند احمد الادب المفرد)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ذلیل ہو۔ وہ ذلیل ہو۔ وہ ذلیل ہو۔ عرض کیا گیا کون؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا، پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۱۸ از مسلم)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا جس نے والد کو تیز نظر سے دیکھا

(درمنثور صفحہ ۱۷۲ جلد ۴ از بیہقی فی الشعب)

۷۔ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

(مسلم بخاری)

۸۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کے ستانے کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں جن میں سے اللہ تعالے جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں اور ماں باپ کو ستانے کا گناہ ایسا ہے کہ اس گناہ کے کرنے والے کو اللہ جل شانہ موت سے پہلے دنیا والی زندگی میں ہی سزا دیتے ہیں۔

(کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱ عن البیہقی فی شعب)

۹۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے والدین کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے۔ فرمایا ان کے لئے دعا کرنا اور ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) ان کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا جو محض ان کی قرابت کی وجہ سے کی جائے اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (مشکوٰۃ ابو داؤد۔ ادب المفرد)

۱۰۔ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ (عن ابن عمرؓ)

علماء خطباء اور مقررین حضرات کیلئے انمول تحفہ
خزینہ
علمی نکات پُر اثر واقعات لطائف و اشعار
فقہی پہیلیوں اور حقائق کا بے مثال مجموعہ
تالیف مولانا محمد اسلم شیخوپوری فون ۴۹۲۳۹؎
ملنے کا پتہ: کتب خانہ احیائے سنت
20/A سارہ منیشن ایم اے جناح روڈ کراچی

ظلمت سے اُجالے تک

میں مسلمان کیوں ہوئی ؟

ایک امریکی نومسلمہ ثریا سے ایک انٹرویو

ترجمہ : عبدالغنی فاروقی

جناب ریحان خان امریکہ کی ایسٹرن مشی گن یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں ان کی ایک نوجوان سفید فام شاگردہ ثریا نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو اسلامی لباس سمیت دینی تقاضوں سے ہم آہنگ کر لیا ہے۔ ریحان خان صاحب اس لڑکی کے کردار اور دینی اطوار سے بہت متاثر ہوئے اس سے انٹرویو کی صورت میں گفتگو کی اور شمالی امریکہ میں مسلمانوں کے ایک ماہوار جریدہ UNITY TIMES (شمارہ مارچ ۱۹۹۰ء) میں شائع کرا دیا۔

سوال:۔ قبول اسلام سے قبل آپ کے مذہبی رجحانات کیا تھے؟

جواب:۔ میرا تعلق ایک پروٹسٹنٹ عیسائی خاندان سے ہے جس کے سب افراد مذہب سے دور ہیں، لیکن میں بچپن ہی سے مذہب کی جانب رجحان رکھتی تھی، چنانچہ میری عمر دس سال کی تھی جب میں نے اپنے پڑوسیوں سے فرمائش کی کہ وہ اتوار کو چرچ جایا کریں تو مجھے بھی ساتھ لے جایا کریں چنانچہ میں وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ چرچ جانے لگی اور جب ہائی سکول میں پہنچی تو عیسائیت کی مختلف شاخوں اور فرقوں کے بارے میں علم حاصل کرنے لگی۔ اس سلسلے میں میں نے کیتھولک مذہب کا گہرا اور وسیع مطالعہ کیا اور MORMONS، JEHOVAHS، METHODIST اور PRESBYTERIAN، WITNESS جیسے مذاہب کے بارے میں بھی ضروری مطالعہ کیا لیکن افسوس کہ میری روح پیاسی کی پیاسی ہی رہی۔ میرا وجدان جو کچھ طلب کرتا تھا مجھے کہیں نہ ملا، مثال کے طور پر میرا ضمیر کہتا تھا کہ اس کائنات کا خالق و مالک وحدہٗ لاشریک ہے جب کہ عیسائیت کے سب فرقے ابہام کا شکار ہیں۔

سوال:۔ اس صورتحال میں دینِ اسلام سے آپ کا تعارف کیسے اور کب ہوا؟

جواب:۔ میں ہائی سکول ہی میں پڑھ رہی تھی جب مجھے مشرق وسطیٰ کے بارے میں خاص تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرنے کا موقع ملا اور اسی حوالے سے پہلے پہل "اسلام" اور "مسلم" کے الفاظ سے میری شناسائی ہوئی مگر سکول کے زمانے میں میری معلومات کا دائرہ بس یہیں تک محدود رہا کالج میں پہنچی تو خوش قسمتی سے وہاں مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے مسلمان طلباء بھی تعلیم حاصل کرتے تھے ان سے ملاقاتیں ہوئیں تو اسلام سے تعارف حاصل ہوا اور میں اس مذہب کے اس پہلو سے بہت متاثر ہوئی کہ یہ عیسائیت اور یہودیت کی طرح جزوقتی (PART TIME) مذہب نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے۔ اسلام چونکہ دن اور رات کے ایک ایک لمحے میں رہنمائی کرتا ہے اور عیسائیت کی مانند اس کی ثقافت کا دائرہ ایک ہفتے میں محض ایک گھنٹے تک محدود نہیں ہوتا اس لئے جب ایک شخص اسے عملی طور پر اختیار کرتا ہے تو اس کی زندگی میں نظم و ضبط، سلیقہ اور استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور اسلام کی یہ دوسری خوبی تھی جس نے مجھے متاثر کیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ میں نے اسے دل و جان سے قبول کیا۔

سوال:۔ اور اس کا ردعمل آپ کے خاندان پر کیا ہوا؟

جواب:۔ خاندان کے ہر فرد کا ردعمل مختلف نوعیت کا تھا میرے والد کا سلوک مجھ سے بہت ہی مشفقانہ رہا ہے چنانچہ اگرچہ میں نے اسلام قبول کرنے کے ساتھ اپنا لباس تبدیل کر لیا اور عام طرز زندگی کو یکسر بدل دیا لیکن والد کی محبت اور سلوک میں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ ایسا ہوا کہ ایک بار میری پھوپھی آئی اور اس نے مجھے خوب برا بھلا کہا۔ مجھے شکی اور تنوطی کے طعنے دیئے تو میرے والد نے میری مدافعت کی تاہم میری والدہ کا طرز عمل خوشگوار نہ تھا اور میری زندگی کے انقلاب پر قطعی خوش نہ ہوئی لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں مگر بعض دشواریوں کے باوجود میں خوش نصیب ہوں کہ اپنے والدین کے ساتھ رہ رہی ہوں اور مجھے ان پریشانیوں سے سابقہ نہیں پڑا جس کی عموماً توقع کی جاتی ہے۔

سوال:۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے اندر اتنا بڑا اقدام کرنے کی جرأت کیسے پیدا ہو گئی؟

جواب:۔ آپ کی بات درست ہے کہ امریکہ کے اس ماحول میں جہاں مادیت کا دور دورہ ہے اور عیش پرستی اور تفریح پسندی ہی کو زندگی کی معراج سمجھا جاتا ہے، وہاں اسلام قبول کرنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا بے حد مشکل کام ہے چنانچہ یہ فیصلہ کرنے سے پہلے میں نے ہزار بار سوچا کہ میرے والدین مجھ سے کیا سلوک کریں گے؟ میری تعلیم کا کیا بنے گا؟ اور میں اپنے حلقہ احباب میں کیسے زندہ رہوں گی؟ چنانچہ اس نوعیت کے خدشات نے مجھے بہت سخت پریشان کیے رکھا، مگر طویل اور گہرے غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی کہ ایک وقتی اور عارضی پریشانی کے مقابلے میں جو اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں پیش آ سکتی تھی، مسلمان نہ ہونے کے نتائج ذہنی اور روحانی اعتبار سے زیادہ گمبھیر ہو سکتے ہیں چنانچہ میں نے اللہ سے خوب دعائیں کیں، اسی سے مدد اور اعانت طلب کی اور واقعی اللہ نے میری دعائیں سن لیں اور حیرت انگیز طور پر مجھے وہ ہمت اور حوصلہ عطا ہوا کہ میں یہ نتائج فیصلہ کرنے کے قابل ہو گئی۔

سوال:۔ آپ تو ابھی نو عمر ہیں، آپ کا کیا خیال ہے آپ واقعی اس فیصلے پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں گی؟

جواب:۔ مجھے یقین ہے کہ میں نے یہ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اس میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوگی، اندازہ کریں جب میں قبول اسلام کے لئے ایک مسجد میں گئی تو وہاں کے خطیب اور امام نے مجھ پر ذرا بھی دباؤ نہ ڈالا بلکہ

مشورہ دیا کہ میں پہلے اسلام کے بارے میں خوب مطالعہ کرلوں اور اگر اس کے بارے میں کوئی معمولی سا بھی اعتراض ہے تو سوالات کرکے اسے رفع کرلوں، پھر اسلام قبول کروں اس کے برعکس جن دنوں میں کیتھولک مذہب کا مطالعہ کررہی تھی ایک مرتبہ میں کیتھولک چرچ میں گئی تو میرے جاننے والوں نے بہت اصرار کیا کہ میں اس مذہب کو فوراً قبول کرلوں۔

مجھے اس امر کا بھی اعتماد ہے کہ چونکہ میں نے بہت سے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور میرے شعور نے انہیں مسترد کیا ہے۔ اس لیے میں نے جس مذہب کا انتخاب کیا ہے وہ ہر لحاظ سے بہترین اور عقل کے عین مطابق ہے اسی طرح میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ میں نے دو سال سے زائد عرصے تک خوب جم کر اسلام اور اس کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے اور بہت سے لوگوں سے اس کے بارے میں گفتگو بھی کی ہیں اس لئے یہ سمجھ لیجئے کہ اسلام قبول کرنے میں نہ تو کسی جذباتیت اور عجلت پسندی کا کوئی دخل ہے نہ اس سے کوئی دنیاوی مفاد وابستہ ہے۔ میں نے یہ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور انشاءاللہ اس پر عمر بھر ثابت قدم رہوں گی۔

سوال:۔ آپ نے اسلام قبول کرکے کیا حاصل کیا ہے۔

جواب:۔ اعداد وشمار کے حوالے سے یا دو اور دو چار کے انداز میں یہ بتانا کہ مسلمان ہو کر میں نے یہ اور یہ کچھ حاصل کیا ہے، خاصا مشکل ہے تاہم اسلام قبول کرکے سب سے بڑی کامیابی یہ ملی ہے کہ زندگی میں وقار اور ڈسپلن کا چلن پیدا ہوا، شب وروز کو مقصدیت نصیب ہوئی اور وہ جو ایک خلا کی کیفیت دل ودماغ پر چھائی رہتی ہے پھر یہ نعمت بھی کچھ کم نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی اطاعت انسان کے اندرون کو سکون اور تزکیہ سے مالا مال کرتے ہیں روح میں رفعت اور مقاصد میں بلندی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور انسان سخت سے سخت حالات میں پریشانی اور مایوسی سے محفوظ رہتا ہے۔

اللہ کا احسان ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل نے میری زندگی کے ہر پہلو کو مثبت طور پر تبدیل کیا ان میں سے بعض تبدیلیاں واضح اور انقلابی نوعیت کی ہیں جبکہ بعض کا تعلق ذہن اور ارادے سے ہے اور وہ اسی نسبت سے لطیف اور غیر نمایاں ہیں۔

سوال:۔ آپ نے اپنے بالوں کو ڈھانپا ہوا ہے۔ امریکہ کے عریاں ماحول میں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب:۔ اس ضمن میں میرے وہی احساسات ہیں جو ایک باعمل مسلمان عورت کے ہو سکتے ہیں۔ میں نے اپنا سر ڈھانپ کر دراصل اس ماحول کی آلودگیوں کے خلاف تحفظ حاصل کیا ہے اور عام عورت نیم برہنگی کی وجہ سے جس خوف اور سراسیمگی کی کیفیت میں مبتلا رہتی ہیں اس سے خاصی حد تک نجات پالی ہے۔ پھر میرا سر ڈھانپنا ایک قسم کا اعلان بھی ہے کہ "میں مسلمان ہوں" اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں اللہ نے جو حکم دیا ہے میں اس کی پیروی کررہی ہوں۔

سوال:۔ آپ کے نزدیک اس کا سبب کیا ہے کہ امریکہ میں جو لوگ اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں ان کی غالب اکثریت اسلام کی آغوش میں آتی ہے؟

جواب:۔ میرا یقین ہے کہ جو بے شمار لوگ اسلام کی طرف لپکے چلے آرہے ہیں انہیں اس امر کا احساس ہو گیا ہے کہ موجودہ مغربی طرز زندگی نہ تو اخلاقی قدروں کی پرورش کرتی ہے نہ کسی باوقار اور صاف ستھرے اسلوب حیات کو پروان چڑھاتی ہے جبکہ اس کے برعکس اسلام کی صورت میں وہ ایسی صداقت سے بہرہ ور ہوتے ہیں جو انہیں بلند ترین اخلاقی معیارات عطا کرتی ہے اور ان معیارات کو حاصل کرنے کا مطمع نظر عطا کرتی ہے جو حقیقت پسندی پر مبنی ہے فطری ہے اور باوقار بھی۔ خاص اور اہم ترین بات یہ ہے کہ اسلام مغرب کی تنگ نظری سے بہت بلند وبالا ہے اور انسانوں کو مادیت اور نسل پرستی سے ہٹا کر خالص انسانی شرف کی بناء پر مخاطب کرتا ہے۔

سوال:۔ امریکہ اسلام قبول کرنے والوں کی اکثریت سیاہ فاموں پر مشتمل ہے، آپ کے خیال میں یہ مبارک پیغام سفید فاموں تک رسائی حاصل کرنے میں کیوں کامیاب نہیں ہو سکا؟

جواب:۔ اس معاملے میں میں کوئی ماہرانہ رائے تو نہیں دے سکتی، تاہم میرا ایک نقطۂ نظر ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں وہ بالعموم موجودہ نظام کے ستم زدہ ہوتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ میں بے چارے سیاہ فام جیسے ہی مظلوم ہیں اور جب وہ دائرہ اسلام میں آتے ہیں تو انہیں حقارت اور ظلم وجبر کی بجائے محبت، مساوات اور احترام ملتا ہے تو ان کی پریشان اور افسردہ روحوں کو قرار مل جاتا ہے۔ سیاہ فاموں کے اسلام کی طرف لپکنے کا ایک سبب اور بھی ہے وہ جان گئے ہیں کہ افریقہ میں ان کے آباؤ اجداد کا مذہب اسلام تھا اور جب انہیں زبردستی اغوا کرکے امریکہ لایا گیا تو ان سے یہ نعمت چھین لی گئی چنانچہ اسلام قبول کرکے دراصل وہ اپنے اصل دین کی طرف لوٹتے ہیں۔

سوال:۔ امریکہ کے اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ یہ واویلا کرتے نہیں تھکتے کہ اسلام کا رویہ عورت کے معاملے میں غیر مناسب ہے۔ آپ ایک تعلیم یافتہ سفید فام خاتون ہیں، اس کے بارے میں آپ کا کیا تاثر ہے؟

جواب:۔ اس سوال کا جواب اتنے تھوڑے وقت میں نہیں دیا جاسکتا یہ موضوع تو ایک کتاب کا متقاضی ہے۔ مختصراً یوں کہ یہ بات حقیقت کے برعکس ہے اور یہ الزام عموماً ان لوگوں کی طرف سے دہرایا جاتا ہے جو اسلامی تعلیمات سے یکسر بے خبر ہیں، وہ فرض کرلیتے ہیں کہ جب اسلامی معاشرت میں مرد اور عورت کا میدان کار الگ الگ ہے تو لازماً عورت ظلم کا شکار ہوتی ہے، حالانکہ معاملہ ایسا ہرگز نہیں ہے

اس کے برعکس میں اپنے ملک کی صورتحال پیش کرتی ہوں، یہاں برابری اور مساوات کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ معاشرے میں عورت وہ سب کچھ کرے جو مرد کرتا ہے۔ لیکن عملاً یہ ہوتا ہے کہ عورت مرد کی طرح کماتی بھی ہے اور گھر کا بھی سارا کام کرتی ہے یہاں مرد اس کے ساتھ شراکت نہیں کرتا پھر ظاہر ہے مساوات کہاں رہی؟ اور جن گھرانوں میں ماں اور باپ دونوں کام کرتے ہیں وہاں بچوں کا جو حال ہوتا ہے وہ ظلم اور استحصال کی ایک افسوسناک مثال ہے۔

اس معاملے کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ یورپ کے ذرائع ابلاغ اور صحافت عام طور پر عالم اسلام کی حکومتوں کے طرز عمل اور مختلف افراد کے ذاتی رویے سے سمجھ لیتے ہیں کہ یہی کچھ اسلام کی تعلیم ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے ان دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر ان کی صحیح روح کے ساتھ عمل کریں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کے سچے ترجمان بنیں۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

طب و صحت

پھل۔ غذا اور دوا

ڈاکٹر امان اللہ بسمل

ہم جب بیمار پڑتے ہیں، بیماری سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے دوا کا سہارا لیتے ہیں۔ ہم روزمرہ زندگی میں کھانے کی جو چیزیں استعمال کرتے ہیں ان میں سے بیشتر اشیاء اپنی علیحدہ علیحدہ طبی خاصیت رکھتے ہیں۔ جب بھی ہماری جسمانی کیفیت بگڑتی ہے تو اس کی بحالی کے لئے بہتر اور عمدہ غذا کا استعمال انتہائی مفید، ثابت ہوتا ہے۔

اگر کسی بیمار کو مناسب غذا اور پھل استعمال کروائے جائیں تو یہ علاج سے کم نہیں ہے بعض روزمرہ میں استعمال ہونے والی سبزیاں اور پھل اپنے اندر شفا بخش قوت رکھتے ہیں۔ اور اگر ان ہی کے ذریعہ مختلف ضعیف اور کمزور حضرات کو طاقت مہیا کی جائے تو انتہائی مناسب طریقہ ہے کہ شیریں پھل ہمارے لئے قدرت کی طرف سے من و سلویٰ ہیں کیونکہ ان میں اور دوسرے قسم کے پھلوں میں جو سورج کی حرارت سے پکتے ہیں شکر اور دوسرے طاقتور اجزاء پائے جاتے ہیں جو مریض کو شفا اور کمزوری میں قوت پیدا کرتے ہیں۔

پھل زود ہضم ہیں۔

مختلف پھلوں کے ہضم ہونے میں مختلف وقت درکار ہوتا ہے کچھ پھل جلد اور کچھ دیر سے لیکن زود ہضم بھی ہوتے ہیں اگر پھل خوب اچھی طرح سے پکے ہوں اور انہیں خوب چبا کر کھایا جائے تو انہیں ہضم کرنے میں دقت نہیں ہوتی۔

پھلوں کا رس جلد ہضم ہو جاتا ہے اور رگ و ریشہ میں فوراً پہنچتا ہے، ان میں پانی کے علاوہ شکر، ترشی اور نمک تینوں طاقت بخش چیزیں موجود ہیں لہٰذا پھل کا ہضم ہونا اس غذا پر منحصر ہے جو ان کے ہمراہ کھائی جاتی ہے بعض لوگ دودھ اور ترش پھلوں کو ایک ہی ساتھ کھا جاتے ہیں اس بے ربط استعمال سے عموماً تکلیف ہو جاتی ہے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ پھلوں اور ترکاریوں کو ایک ساتھ ہی کھا جاتے ہیں جبکہ ایسا کرنا غلط ہے کیونکہ اس سے بھی کسی نہ کسی تکلیف کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے جب پیٹ بھر کر کسی سبزی کا استعمال کر بیٹھے ہوں اور اوپر سے پھل کھانا شروع کر دیں تو یہ بھی ٹھیک نہیں ہے بلکہ مناسب وقفہ کے بعد پھل وغیرہ کا استعمال کریں روٹی اور اناج سے بنی ہوئی غذا کے ساتھ پھلوں کا استعمال خواہ پھل کتنے ہی زیادہ اور پکے ہوئے ہوں مناسب نہیں۔ کیونکہ اس سے نظام ہضم متاثر ہوتا ہے یا پھر بدہضمی قولنج اور اسہال وغیرہ کی شکایات پیدا ہو سکتی ہے۔

پھلوں کی تاثیر

پھلوں میں زیادہ حصہ پانی کا ہوتا ہے تمام پھلوں میں چکنائی بھی ہوتی ہے اور بعض میں شکر اور نشاستہ بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں انسانی جسم کی پرورش کے لئے بہت مفید ہیں جو شکر ہمیں پھلوں سے میسر ہوتی ہے وہ دوسری قسم کی شکر کے مقابلے میں زیادہ لذیذ اور زود ہضم ہوتی ہے۔ اور خاص طور پر جسم کو حرارت اور قوت دیتی ہے۔ پھلوں میں نمک اور ترشی کے علاوہ سب سے زیادہ طاقتور چیز فاسفورس بھی ہوتا ہے جو لوگ خرابی خون کی بیماری کے باعث کمزور اور کمی خون کا شکار ہوں ان کے لئے پھلوں کا نمک بہت مفید ثابت ہوتا ہے ان میں جو ترشی پائی جاتی ہے وہ خوشگوار اور مفرح ہوتی ہے بلکہ فائدہ مند ہوتی ہے۔

پھلوں کا رس

پھلوں کے رس کا استعمال مریض اور صحت مند دونوں کے لئے مفید ہوتا ہے۔ جن پھلوں کی خاصیت سرد ہوتی ہے وہ جسم کو ٹھنڈک اور سکون بخشتے ہیں بخار میں مبتلا شخص کو اس کا استعمال کروایا جائے تو مریض جلد صحت یاب ہو جاتا ہے جب بخار کی وجہ سے مریض کے جسم کی جلد خشک ہو، ہونٹ خشک ہو کر ان پر چھلکے بن گئے ہوں۔ بدن گرم ہو تو ایسی حالت میں اس کا استعمال بہ کثرت کرانا چاہیئے۔ اس سے بخار کم ہو جاتا ہے انناس، انار، گاجر، چیری، رس بھری سیب آم، انگور اور اس قسم کی دیگر پھلوں کا تازہ رس مفرح اور طاقت بخش ہوتا ہے۔

معدہ اور جگر پر اثر

کوئی شخص بدہضمی میں مبتلا ہو تو ایسے مریض کو تازہ پھلوں کے رس کا استعمال پندرہ بیس روز تک مسلسل کرانا چاہیئے۔ اس سے یقینی طور پر بدہضمی کی شکایات جاتی رہتی ہے معدہ میں بھی ایک رس ہوتا ہے جس کے ذریعے مریض کا کھانا ہضم ہوتا ہے اگر مریض کو پھلوں کے رس استعمال کروائے جائیں گے تو معدہ میں پہلے سے موجود رس میں پیدا شدہ خرابیاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔

آج کل اکثر لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ان کا معدہ خراب ہے ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ پھلوں سے تیار شدہ ہومیوپیتھک ادویات کا فائدہ اٹھائیں کیونکہ پھلوں میں ترش اور نمکین ذائقہ رکھنے والے طاقتور مادے ہوتے ہیں۔ جو جگر کے فعل میں تحریک پیدا کرتے ہیں ہمارا جگر پھلوں کی شکر کو دوسری عام شکر سے جلد اور بآسانی ہضم کرتا ہے روزمرہ پریکٹس میں سینکڑوں افراد ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ جو دائم قبض کا شکار رہتے ہیں اور ان کا دارومدار جلاب اور گولیوں پر ہوتا ہے قبض سے نجات حاصل کرنے کا واحد سہارا پھل ہی ہیں قدرت نے ناشپاتی نارنگی اور کیلے میں قبض دور کرنے کی صلاحیت پیدا کر رکھی ہے۔

اگر شدید قبض ہو تو انجیر، خوبانی، انگور اور کھجور اعلیٰ ترین قبض کشا پھل ہیں۔ اور کچھ پھل ایسے بھی ہیں جو گردوں پر بھی خاص اثر رکھتے ہیں۔ گردوں کے فعل میں اگر کوئی رکاوٹ ہو یا ان میں کوئی چیز جمع ہو جائے تو اسے نکالنے میں پھل اہم کردار ادا کرتے ہیں لیموں اور نارنگی کا جوس نہ صرف گردوں کی صفائی کرتا ہے بلکہ گردوں کے فعل میں تحریک پیدا کرتا ہے۔

ہر ایک انسان کے جسم میں ایک خاص قسم کا فضلات سکون / ہوتا ہے مگر لوگوں میں فضلہ، غنودگی، سستی

باقی صفحہ ۲۶ پر

بچوں کی محفل

از: ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

عصر بعد کا وقت ہے منا کے احاطے کے پارک میں عقیل اور منا کھیل کے بعد باتیں کر رہے ہیں منا کی خالہ زاد بہن سعیدہ جو ان دونوں کی ہم عمر ہے ان کے ساتھ بات چیت میں شریک ہے۔

منا: سعیدہ آپا ذرا وہ نعت عقیل بھائی کو بھی تو سناؤ۔

سعیدہ: سنیئے۔

پہلے کریں ہم حمد خدا کی
نعت نبی پھر اچھی اچھی

نبی خدا نے بہت سے بھیجے
تاکہ چلیں سب سیدھے رستے

دادا آدم نبی ہمارے
نوح نبی تھے کیسے پیارے

کتنے اچھے نبی ابراہیم
بہت ہی اونچے بڑے بھی عازم

داؤد آئے موسیٰ آئے
کیسے پیارے عیسیٰ آئے

لاکھوں سلاموں کا تحفہ ہم
بھیجیں ان کو ہر وقت ہر دم

آئے محمدؐ سب کے آخر
ہوئی رسالت ان پر آخر

نبیوں میں وہ سب سے اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں سے پایا ہم نے قرآں
وہ تو بس ہے رب کا فرماں

چلیں نبی کے کہنے پہ ہم
صلی اللہ علیہ وسلم

عقیل: بہت اچھی، بہت اچھی! آپا سعیدہ یہ نعت تو بہت ہی عمدہ ہے۔ آپ کے پاس اگر لکھی ہوئی ہو تو ہم کو دے دیجئے ہم اسے امی سے یاد کر لیں گے۔

سعیدہ: ہاں ہاں ہے، یہ لیجئے۔ میری امی نے مجھ کو یاد بھی کرا دیا تھا اور لکھ کر بھی دیا تھا اور پڑھا بھی دیا تھا، تاکہ اگر بھول جاؤں تو پھر دیکھ لوں۔ دیکھئے میری امی کتنا صاف صاف لکھتی ہیں۔

عقیل: میری امی بھی بہت اچھا لکھتی ہیں، میری امی کہہ رہی تھیں کہ مجھ کو کتابت آتی ہے تم کچھ بڑے ہو جاؤ تو میں تم کو کتابت سکھاؤں گی۔

منا: بھائی عقیل کتابت کیا چیز ہے؟

سعیدہ: میں بتاتی ہوں لوگ ہاتھ سے جو کچھ لکھتے ہیں اس کو دیکھو اور کتاب میں چھپا ہوا دیکھو دونوں میں بڑا فرق ہے، کتاب میں جیسے چھپتا ہے۔ ویسا ہر آدمی نہیں لکھ سکتا، لیکن کسی کا لکھا ہوا وہ بھی ہے، مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ کتابت کہہ رہے ہیں۔ سمجھے؟

منا: ہاں بالکل سمجھ گیا، پھر تو ان کے ابو نے "بسم اللہ" پر اور آمین کی برکت پر ہم لوگوں کے لئے نظمیں لکھی ہیں ان کو ان کی امی لکھ دیں گی بس وہ چھپ جائیں گی۔ ہے نا؟

سعیدہ: ہاں اور کیا۔ اچھا عقیل بھائی یہ بتاؤ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں تھیں؟

عقیل: ابھی بتاتا ہوں۔ میری امی نے مجھ کو یہ سب بتایا ہے۔ ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے اور چار بیٹیاں، بیٹوں کے نام سنو: حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت طیب اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم، امی نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چاروں بیٹے چھوٹے بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے اب بیٹیوں کے نام سنو: حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ حضرت زینب کا نکاح حضرت ابوالعاص سے ہوا تھا، حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا پھر حضرت رقیہ کا انتقال ہوا تو ہمارے حضورؐ نے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ان سے کر دیا۔ امی نے بتایا کہ اسی لئے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے، یہ وہی حضرت عثمانؓ ہیں جو حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

سعیدہ: بھائی جان آپ کو بڑی معلومات ہیں مگر آپ جو کچھ بیٹی کے بارے میں بھی تو بتایئے۔

عقیل: آپا میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے چہیتی بیٹی تھیں، آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا، یہ وہی حضرت علی ہیں جو بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے تھے، یہ حضرت

دوکان جیسے سونے کی کان
جس کا نام عزیز جیولرز
جہاں پر عمدہ اور جدید ڈیزائن کے زیورات دستیاب ہیں۔
تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں
حسین سنٹر زیب النساء اسٹریٹ صدر کراچی
فون نمبر: ۵۲۵۵۲۵

حسن اور حضرت حسین جو بہت مشہور ہیں حضرت فاطمہؓ ہی کے بیٹے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیوں سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا، صرف حضرت فاطمہؓ سے اولاد کا سلسلہ چلا۔ آج ساری دنیا میں حسنی اور حسینی نسل کے لوگ موجود ہیں۔

سعیدہ: ماشاء اللہ آپ کی امی بڑی اچھی ہیں، کیسی اچھی اچھی باتیں آپ کو یاد کراتی ہیں۔

مثنا: بھائی عقیل آپ نے بتایا خلیفہ ہوئے یہ خلیفہ ہونا کیا چیز ہے۔

سعیدہ: یہ بات اب میں بتاتی ہوں، جب کوئی شخص اس کے ذمہ ہوئے پر اس کا کام سنبھال لے وہ اس کا خلیفہ کہلاتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے پردہ فرمایا تو دین کی تبلیغ اور دینی حکومت کی ذمہ داری کا کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا اور بہت اچھی طرح چلایا، دو برس تین مہینے لودن آپ نے خلافت کا کام انجام دیا، ۱۷ر جمادی الآخرۃ ۱۳ھ کو آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کے بعد خلافت کا کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن تک آپ نے بڑی شان سے اسلامی خلافت چلائی پہلی محرم ۲۴ھ کو آپ کی وفات ہوگئی اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے، آپ نے بارہ دن کم بارہ سال خلافت کا کام کیا، ۱۸ر ذی الحجہ ۳۵ھ کو باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے، تین دن کم پانچ سال تک آپ نے بھی خلافت کا کام انجام دیا ۱۹ر رمضان ۴۰ھ میں آپ کو ایک خارجی نے شہید کردیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب خلفاء سے راضی ہو، یہ چاروں خلفاء، خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔

مثنا: بھئی آج تو مجھ کو بڑی اچھی اچھی باتیں معلوم ہوئیں، میں چاہتا ہوں کہ یہ ساری باتیں مجھے بھی یاد ہوجائیں اور سعیدہ آپا کی طرح میں بھی انہیں بیان کرسکوں۔

عقیل: تو اس میں مشکل کیا ہے، اب آج تو وقت ختم ہوگیا، مغرب ہونے والی ہے، کل ہم تینوں یہیں جمع ہوں اور آپ یہ باتیں دہرائیں جہاں بھولیں گے ہم لوگ بتادیں گے دو تین مرتبہ بیان کروگے بس یاد ہوجائے گا۔

مثنا: بہت بہتر، سعیدہ آپا تو ابھی ایک ہفتہ تک رہیں گی کل ہم لوگ پھر جمع ہوں۔

عقیل: بہت بہتر، اب میں چلتا ہوں، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مثنا و سعیدہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بقیہ: حیات عیسیٰؑ

دونوں (یہود و نصاریٰ) اسی کے قائل تھے۔ کہ حضرت مسیح مصلوب ہوئے اور قتل کئے گئے۔ طبعی موت کا ثبوت ان دونوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ قرآن شریف نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم و ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا ۵ بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما ۵

ترجمہ: حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دی، لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا۔ جو لوگ اس امر میں کہ مسیح کو قتل و سولی نہیں ہوئی قرآن کے بیان سے مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔ اس دعویٰ کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ہاں اٹکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اٹھالیا۔ اور خدا غالب ہے اور حکمت والا۔

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا ۵

اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے۔ جس کی تفصیل یہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں میں جو یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی دیئے گئے اور قتل کئے گئے تو ظاہر ہے کہ یہ سولی اور قتل مادی جسم کے ساتھ تھا اور اسے دنیا جانتی ہے کہ قتل و پھانسی مادی جسم کے ساتھ ہوا کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اس آیت میں بَلْ قابل غور ہے۔ اگر مادی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ مانا جائے تو آیت کے الفاظ کی ترتیب غلط ہوتی ہے۔ اور سوال ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا۔ تو وہ مادی جسم ہوا کیا اس لئے کہ طبعی موت کا کوئی ثبوت نہ یہودیوں میں ہے نہ عیسائیوں میں اور نہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور پھر وکان اللہ عزیزا حکیما ۵ کا یہاں کیا جوڑ؟ خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ کا جملہ صاف بتلا رہا ہے کہ جس کام کو دنیا الٹا ہوئی اور خلاف فطرت سمجھتی ہے اور حیرت و تعجب کرتی ہے اس پر بھی خدا غالب ہے اور اپنے غلبہ و حکمت سے وہ کام کرتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔

باقی آئندہ

جواھر مہرہ خاص
قدرتی جڑی بوٹیوں، جواہرات اور خالص گلاب سے تیار کیا ہوا
جواھر مہرہ خاص
دل کی دھڑکن، نقاہت نسیان، جسمانی و دماغی کمزوری، اعصابی تھکن دور کرکے طبیعت میں نیا جوش اور ولولہ پیدا کرتا ہے لو بلڈ پریشر اور امراض قلب کیلئے شفابخش ہے مسلسل استعمال سے خون صالح پیدا ہوتا ہے اور چہرے پر رونق آتی ہے ہر موسم میں کارآمد ہے مردوں اور عورتوں کیلئے یکساں مفید ہے تین گرام اور بارہ گرام کی پیکنگ میں تیار رہتا ہے۔ قیمت فی گرام ۱۰۰ روپیہ

حکیم نذیر احمد شیخ
بی، ۳۱۴ تیسری منزل حکیم سینٹر
نزد صدر پوسٹ آفس صدر کراچی

نوٹ: ہر مرض و مراد تجربہ مخصوص نسخہ کی دواصد تجارتی کے طور پر فی سبیل اللہ تقسیم ہوتی ہے مطب جمعرات کی شام بند رہتا ہے بقیہ دن صبح سے آٹھ بجے شام کھلتا ہے (بروز جمعہ بند)

معجون شفاء
مقوی مفرحات مفرحات اور دیسی جڑی بوٹیوں کا مرکب جو معدہ کو تقویت دے کر ہاضمہ کی اصلاح کرتا ہے قوت دماغ کے لیے خاص ایجاد ہے۔ سر کے چکر کو ختم کر کے قوت حافظہ کی صلاحیت بڑھاتا ہے دماغی محنت اور معزز لوگوں کیلئے ایک نعمت ہے۔ بلڈ پریشر کو معمول پر رکھتا ہے شوگر کے مریض اس معجون کا استعمال نہ کریں۔ ۱۲۵ گرام کی پیکنگ میں تیار ملتا ہے
قیمت فی پیکنگ - ۳۰ روپے

بدہضمی گیس اور قبض ختم کرنے کیلئے مجرب علاج موجود ہے۔

مرزا قادیانی اور مرزائیت کا اصلی روپ

کیا ذیل کے عقائد رکھنے والوں کو کلیدی عہدوں پر فائز کرنا درست ہے؟

از:- مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، سابق امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا مضمون ذیل ایک عرضداشت ہے جسے قدرے ترمیم کر کے مضمون کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ حضرت مرحوم کی تحریریں ریکارڈ میں آجائیں۔ ——— (ادارہ)

عقیدۂ ختم نبوت، دین کا بنیادی عقیدہ ہے۔ قرآن مقدس، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ قرآن مقدس کی ایک سو سے زائد آیات اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں جن میں سے دو آیتیں درج ذیل ہیں۔

(الف) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (الاحزاب)

ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ خدا کے رسول اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

(ب) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدۃ)

ترجمہ: آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے۔

دین کامل ہونے کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔

احادیث شریفہ

اسی طرح دو سو سے زائد احادیث پاک میں ختم نبوت کا ثبوت موجود ہے۔ صرف دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

(الف) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یا اباذر اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۲۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

ترجمہ: اے ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم اور سب سے آخری محمد ہیں۔

(ب) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث

ترجمہ: میں خلق میں سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۲)

اجماع امت

صحابہ کرام اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا کفر ہے۔ چودہ سو سال کے دوران اس مسئلہ کے متعلق کبھی اختلاف نہیں ہوا اور نہ مسلمانوں نے کبھی کسی مدعی نبوت کو برداشت کیا۔ اگر کسی نے بقائمی ہوش وحواس دعوائے نبوت کیا تو اسے ارباب اقتدار نے قتل کروا دیا ورنہ پاگل سمجھ کر قید کر دیا۔

دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۲۰۲)

ترجمہ: ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبوت کا دعویٰ کرنا اجماع امت کی رو سے کفر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کرتے ہوئے اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا اور اس طرح وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا۔

اس کی اپنی کتابوں کے بیسیوں حوالہ جات میں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں جن میں اس نے اپنی نبوت کا صراحتاً دعویٰ کیا۔

(الف) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

ترجمہ: کہہ اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ (الہام مرزا غلام احمد قادیانی تذکرہ طبع سوم ص ۳۵۲)

(ب) انک لمن المرسلین۔ (اے مرزا تو بے شک رسولوں میں سے ہے) (الہام مرزا غلام احمد مندرجہ حقیقت الوحی ص ۱۰۷)

(ج) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(د) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر قادیان، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(ہ) میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کھلم کھلا دعوائے نبوت کے باعث امت مسلمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ہذا حدیث صحیح ترمذی ج ۲ ص ۴۵)

(ایضاً مشکوٰۃ کتاب الفتن، مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸) بخاری شریف کی کتاب الفتن میں اسی حدیث میں دجالون کے الفاظ وارد ہیں۔

ترجمہ: یقیناً میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی نے لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے)

اس بنا پر مشہور محدث اور فقیہ امام ابن تیمیہ نے اسے

تحفظ عقیدہ کی وضاحت ان لفظوں میں فرمائی ہے :-
ومن اثبت نبیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم
او شبیہ باتباع مسیلمۃ الکذاب و امثالہ
من المتنبئین۔

ترجمہ :۔ اور جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرے تو وہ مسیلمہ کذاب اور اس کی مانند دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کی پیروی کرنے والوں کی طرح ہے۔
(منہاج السنۃ ج ۳ ص ۱۷۴)

چونکہ دعوئے نبوت کرنا اور یہ کہنا کہ مجھے وحی الٰہی ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد افتراء علی اللہ ہے اس لئے یہ علانیہ کفر ہے۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے :۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ۔ (الانعام)

ترجمہ: اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر بہتان باندھے یا یوں کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں آتی۔

قرآن مقدس میں ایک جگہ کفر کو ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے :۔ والکافرون هم الظلمون کافر ہی ظالم ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور وحی الٰہی کے نزول کے دعوے کے ساتھ ساتھ اور سینکڑوں جھوٹی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیں۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

(الف) محمد رسول اللہ والذین معہ۔ میں مجھے محمد بھی کہا گیا ہے اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(ب) میں نے تیرا نکاح آسمانوں پر محمدی بیگم سے پڑھا دیا۔ لاتبدیل لکلمات اللہ ! (اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء، ۲ مئی ۱۸۹۱ء، تذکرہ طبع سوم ص ۱۸۲، کرامات الصادقین سرورق آخری صفحہ، انجام آتھم ص ۲۰۶)

(ج) مولانا ثناء اللہ مرحوم کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ وہ میری زندگی میں ہی مر جائے گا۔ (اشتہار مرزا صاحب ۵ اپریل ۱۹۰۷ء و اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

حالانکہ مولانا ثناء اللہ مرحوم کا انتقال مرزا صاحب کی موت کے چالیس برس بعد ہوا اور محمدی بیگم سے شادی کی حسرت بھی مرزا صاحب کی دل کی دل میں رہ گئی۔

توہین انبیاءؑ

توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے توہین انبیاء کے حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(الف) مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا اور پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔

باقی آئندہ

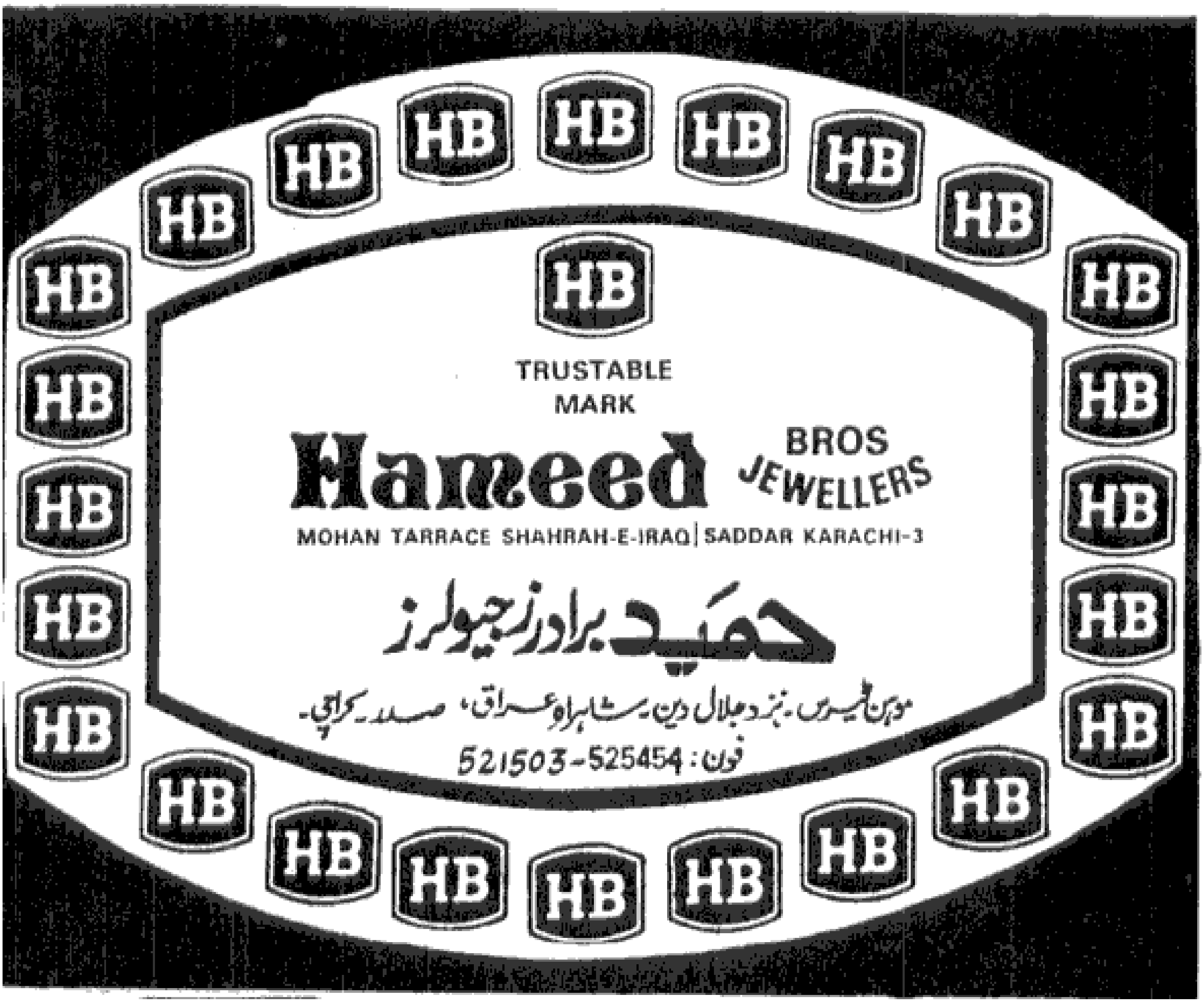

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں

اور اس سلسلہ میں قادیانی فریب کی پردہ دری

پروفیسر دارالعجائب ہے اس میں ایسے عجائبات ظاہر ہوتے رہتے ہیں کہ ظہور سے قبل ان کے ظہور کی خبر کو ہر شخص جھٹلائے گا۔ اس قسم کے عجائبات کی فہرست بڑی طویل ہے ان ہی میں سے ایک "اعجوبہ" مرزا قادیانی کا دعوئی نبوت ہے اور پھر اس دعوئی پر جو دلیلیں خود مرزا صاحب اور ان کے حواریوں اور امتیوں نے پیش کی ہیں وہ خود عجیب تر ہیں۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جب ایک شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا تو ہر شخص فوراً اس کو یہ کہہ کر جھٹلا دیتا کہ ختم نبوت کے بعد نبوت کا ہر مدعی جھوٹا ہے۔ لیکن وہاں تو ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ ہی کو غلط رکھنے والے موجود ہوگئے اور آیت شریفہ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کا ترجمہ اور مطلب اپنی طرف سے تجویز کر ڈالا۔ مرزا صاحب کے ہونے والے امتیوں سے اگر کئی پہلے اگر ختم نبوت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ختم نبوت کے بارے میں وہی کہتے جو ہمیشہ سے پوری امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) کہتی چلی آئی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے ایسے لوگ اس کی امت کے صدیق اور شہید بننے چلے گئے جو ہوش و حواس والے اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھنے والے ہیں اور جو بیدار مغزی کے ساتھ اپنی سروس اور بزنس چلاتے ہیں۔ ان لوگوں کو مخبوط الحواس اور مجنوں بھی کہیں تو کس طرح کہیں جبکہ دیگر سب کام ہوش و سمجھ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ معمولی گھر کا کام کاج کرنے کے لئے نوکر بھی سوچ سمجھ کر اور اس کی صلاحیت اور استعداد دیکھ کر رکھتے ہیں مگر اپنا پیغمبر بغیر ہوش و گوش کے ایک ایسے شخص کو کیسے مان لیا جو کافر گورنمنٹ کا خوشامدی تھا۔ اور جو فخر کائنات حضرت محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبعین کو بازاری گالیاں دیتا تھا اور جس کی ہر پیشین گوئی خداوند کریم نے جھوٹی کر دکھائی۔

مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے ثابت کرنے کو اپنا ایک بہت ضروری مشغلہ بنا لیا ہے اور اس وفات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے بانی خود مرزا صاحب آنجہانی ہی تھے۔ مسلمانوں نے قرآن و حدیث سے اور اجماع امت سے مرزا صاحب کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی مگر مرزا صاحب اور ان کے امتیوں نے حق قبول نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اس لئے آج تک اسی لکیر کو پیٹے جا رہے ہیں۔ آنے والے صفحات میں قادیانیوں کی وہ دلیلیں جمع کی گئی ہیں جو انہوں نے وفات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اثبات کے لئے پیش کی ہیں اور ساتھ ہر دلیل کا جواب بھی دیا گیا ہے گو یہ استدلالات اس لائق نہیں ہیں کہ ان کا جواب دیا جاوے لیکن آیتوں کے غلط ترجمے کر کے قادیانی چونکہ عوام کو بہکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ادارہ الصدیق نے ضروری سمجھا کہ ان کے لچر استدلالات سے ناظرین کو باخبر کیا جاوے۔ یہ استدلالات تار عنکبوت سے زیادہ وزن نہیں رکھتے ہیں لیکن قادیانی مجبور ہیں۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے حق کو تو بے دلیل مانا جاتا ہے باطل کو بے دلیل کیوں مانیں؟ ناظرین مضمون آئندہ سے سمجھ لیں گے کہ قادیانیوں کی دلیلوں کی مصداق وہی مثل ہے جو ہر کہ ومہ کے زبان زد ہے یعنی "مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ"۔ اور یہاں خود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ثابت کر کے مرزا کی نبوت ثابت کرنا بھی اسی مثل کا مصداق ہے بھلا وفات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبوت مرزا میں کیا تلازم ہے؟ چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے۔ اس لئے مرزا غلام احمد نبی۔ یہ دلیل بھی تو اسی طرح کی ہے "تبت" کے ہجے کر کے زوال کرتے وقت بطیخ کہہ دیا جائے اگر ایک شخص مدعی نبوت ہو تو اس کے اخلاق و اعمال اور کردار کو بھی تو جانچنا چاہیئے۔ مرزائی کے حالات ڈھکے چھپے نہیں ہیں ان کی سوانح حیات کی سطر سطر سے اور ان کے مکر و فریب سے بھرے اشتہاروں اور مرعوب کرنے والے چیلنجوں سے اور پھر مناظرین اسلام کے سامنے حجت و برہان سے گھبرا کر گالیوں سے نوازش کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب خود بھی دل سے اپنے کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ نبوت کا دعوٰی کر کے واپس لینے کو عار سمجھتے ہیں آخر دم تک یہ اعلان نہ کر سکے کہ میں نے جھوٹا دعوٰی کیا تھا۔ قادیانی مرزا صاحب کے اوصاف و اخلاق کو سامنے رکھ کر ان کی نبوت کو منوانے سے چونکہ عاجز آ جاتے ہیں۔ اس لئے بحث و مناظرہ میں "اخلاق مرزا" کے عنوان سے کترا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی کوشش کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ہماری رائے میں ہر مسلمان کو قادیانیوں سے ہمیشہ صرف اس نقطہ پر بحث و مناظرہ کرنا چاہیے کہ جن اخلاق

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
پچکے ہوئے گال تیلا کمزور جسم
● جسمانی وزن، قد کاٹھ، طاقت، خون و بھوک بڑھانے کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام مردانہ، زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے
● روزانہ کئی سیر دودھ، گھی، گوشت، فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ مجرب ترین دیسی دواؤں کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔ نوٹ:۔ خط بالکل مختصر و صاف لکھیں پتہ صرف اردو میں لکھیں۔
حکیم بشیر احمد بشیر
رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان
چاندنی چوک محلہ غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان
پوسٹ کوڈ 38900
فون دفتر: 354840 فون رہائش: 354795

واوصاف کے حامل مرزا صاحب تھے۔ ان کا حامل شریف انسان بھی نہیں ہوسکتا نبی تو کیا ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا تو خود انہوں نے اپنی دعا سے ثابت کر دیا ہے کہ جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ یہ دعا مرزا صاحب نے مولانا ثناءاللہ صاحب کے مقابلہ میں کی تھی اور کہا تھا کہ اس دعا کو خدا نے قبول کر لیا ہے اور مولانا ثناءاللہ صاحب مانیں یا نہ مانیں مگر یہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ خدا نے مرزا کی خواہش کے مطابق کر دیا کہ مرزا اپنے دعاوی میں جھوٹا تھا اور مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری مرزا کی مخالفت میں سچے اور حق بجانب تھے اس لئے مولانا امرتسری کی زندگی میں مرزا قادیانی لاہور جا کر ہیضہ کے مرض میں مر گئے۔

بلاشک قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی پر چڑھائے گئے اور قتل کئے گئے لیکن یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا قائل نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ آپ کی طبعی موت سے مر گئے۔ اس لئے کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح اپنی نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ اور ان کے عقیدہ کے مطابق جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یا تو سولی پر چڑھایا جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے اور جو سچا نبی ہوتا ہے وہ اپنی طبعی موت مرتا ہے اور عیسائیوں کو اپنے مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنا تھا۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح اپنی طبعی موت مرے ہوتے تو کفارہ کا مسئلہ نہیں ثابت ہوسکتا تھا۔ اس لئے

باقی صفحہ پر

بقیہ: طب و صحت

اور آخر وقت کاہلی کی شکل اختیار کر جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ کام نہیں کرتے بلکہ بیکار رہتے ہیں اور آنتیں کما حقہ اپنا فعل انجام نہیں دیتیں۔ جگر کی حرارت بڑھ جاتی ہے۔ قبض رہنے لگتا ہے۔ معدہ میں غیر ہضم شدہ غذا جمع رہنے لگتی ہے جو کہ تخمیر معدہ کا باعث بنتی ہے اور کئی مختلف قسم کی تکلیفات ابھرتی ہیں۔ جسم میں بے چینی کام میں جی نہ لگنا، سر بھاری ہوجانا، درد سر اور کمر کا درد ہونا اور غنودگی کا چھائے رہنا پھلوں کے کچھ عرصہ مسلسل استعمال سے یہ سب شکایتیں رفع ہوجاتی ہیں اس طرح تمام غیر ہضم شدہ غذا بہ آسانی ہضم ہوجاتی ہے اور جسم ہشاش بشاش ہوجاتا ہے اور ترش ذائقے والے پھل مثلاً ترش سیب، انجیر وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔

بچوں کو پھل کھلائیے

ہر عمر کے بچوں کے لئے بہترین اور عمدہ ترین غذا پھل ہے بچوں کو عام طور پر جو ادویات دی جاتی ہیں وہ پھلوں سے ہی تیار کی جاتی ہیں۔

بقیہ: میں مسلمان کیوں ہوئی

سوال:۔ امریکہ میں جو غیر مسلم خواتین اسلام قبول کرنا چاہتی ہیں ان کے نام آپ کا کیا پیغام ہے؟

جواب:۔ ان بہنوں کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور اور خوب توجہ سے غور و فکر کریں میں اسی راستے سے اسلام کی منزل مقصود پر پہنچی ہوں۔

دوسری بات یہ کہ خوف زدہ ہرگز نہ ہوں اگر آپ نے صراط مستقیم تک پہنچنے کا ارادہ کر لیا تو وہ اپنے فضل سے آپ کی مدد فرمائے گا۔

سوال:۔ آپ میری لائق شاگرد ہیں میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مستقبل میں آپ اپنی صلاحیتوں کو خدمت دین کے لئے کس طرح کام کریں گی؟

جواب:۔ میرا ارادہ ہے کہ میں کسی اسلامک سکول میں ٹیچر بن جاؤں اپنے شاگردوں تک اسلام کی سچی تعلیم منتقل کروں اور دوسرے لوگوں تک بھی اسلام کا سچا پیغام پہنچاؤں مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ میں اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوجاؤں گی۔

بقیہ: لسانی جاہلیت کا المیہ

انگشت بدنداں بنا دیا۔ ایک جدید مستحکم حاصل ہوگا اور ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

ویومئذ یفرح المومنون ہ

اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے۔

بنصر اللہ ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم۔

(خدا کی مدد سے) وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب (اور) مہربان ہے۔

بقیہ: گنج مقصود

جہاں تک شریعت کی پابندی کا واسطہ مدار ہے اس میں عام و خاص دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا اہل شریعت، اہل طریقت اور اہل حقیقت سب کو شرعی فرائض کی بجا آوری اور شرعاً حرام کی ہوئی چیزوں سے بچے بغیر چارہ نہیں اور کوئی شخص بھی واجبات کے ترک کرنے اور شریعت کی منع کی ہوئی چیزوں کا ارتکاب کرنے سے معذور نہیں (سب پر پابندی لازم ہے۔)

(مکتوب ۳۹ دفتر اول)

۳۔ (لہٰذا) امر معروف اور نہی منکر کو اچھی طرح انجام دینے سے دریغ نہ کریں۔

(مکتوب ۳۵۔ دفتر اول)

۴۔ جو شخص چاہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلے وہ راہ شریعت کو پورے طریقے سے اختیار کرے۔ اتباع سنت و اجتناب از بدعت پر راسخ ہو۔ اور کتاب و سنت کی دو دشمنوں کے درمیان چلے، تاکہ بدعت کی تاریکیوں اور شیاطین کی راہوں میں مبتلا نہ ہونے پائے۔ (مکتوب ۴۰۷۔ دفتر دوم)

۵۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر راضی رہیں اور شریعت کو محکم پکڑیں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں۔

پنجگانہ نماز کے لئے مسجد میں اول وقت پر حاضر ہونا چاہئے۔ اپنی والدہ اور سب حقداروں کی رضا جوئی کے لئے کوشش کریں۔ (مکتوب ۳۵۔ دفتر اول)

۶۔ گفتگو میں کم گوئی کو ملحوظ رکھیں۔

۷۔ لوگوں کے عیبوں پر نظر نہ رکھیں بلکہ اپنے عیبوں کو ہمیشہ دیکھتے رہیں۔

۸۔ اپنے آپ کو کسی مسلمان سے بڑا نہ سمجھیں بلکہ دوسروں کو اپنے آپ سے بہتر جانیں۔

۹۔ غیبت کسی کی نہ کریں۔

۱۰۔ علوم دینیہ کا شغل رکھنا عبادتوں میں سے بہت بڑی عبادت ہے۔ (مکتوب ۱۲۸ دفتر دوم)

K.M.SALIM
Rawalpindi

FOCUS ON

QADIANIS

SELF STYLED AHMADIS

'Dualist-Infidels'

This Write-up is Dedicated:

To the glory of those lucky souls who are
In search of Truth and righteousness, and

To the wisdom of those competent men, who
Distinguish between right and wrong, and

To the prowess of those who brush away
The fake and take to the Truth, and

To the courage of those who stop at none
Once Truth has manifested itself in full

SON WRITES ABOUT HIS FATHER

Mirza Bashir, second son of Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, wrote his father's biography calling it 'Seerat ul Nabi'Some excerpts from this book are presented here, to reveal the kind of religiosity Mirza, the liar-prophet practised.

No Haj, No Zakat, No Etikaf, no Tasbih:

' Doctor Mir Muhammad Ismail Sahib told me (Mirza Bashir) that hazrat promised messiah never performed Haj, never gave Zakat, never sat in Etikaf and never kept a Tasbih. This humble self (ie Mirza Bashir) submits... he probably sat in Etikaf before his 'mamooriat'(commission) Later on he did not do Etikaf due to the pen-crusade he waged and other engagaments because such godly acts(like writing of books) take precedence over Etikaf. And he did not give Zakat because it never accrued.'

Recital Of Persian Poem In Salat:

' Doctor Mir Muhammad Ismail related to me that once in summer, Peer Siraj ul Haq led the Maghrib prayers in 'Masjid Mubarak'. The honourable Sire(Mirza Ghulam Ahmad)peace be on him was also a'Muqtadi' in this prayer. In the third'Rakat' after'Rokoo'instead of the prescribed hymn of Arabic سمع اللہ لمن حمدہ he recited a Persian poem composed by honourable Sire, beginning with the words اے خدا اے چارہ آزار ما Translation: O God, O assuager of our woes.)Well-known precept is to recite'Masnoon'invocation only.

Offering Salat With Beetle And Nut In Mouth.

'Once hazrat sahib(Mirza Ghulam)had so severe cough that he could not breathe. With beetle and nut in mouth he felt some relief. He, therefore offered Salat keeping beetle and nut in his mouth".

Accumulation Of Prayers.

'This is correct that he (Mirza Ghulam)did accumulate his prayers for a long time (ie: 3/4 prayers together, like Zuhur,Asr,Maghrib,Isha,all)

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے منصوبے اور پروگرام

اہلِ خیر حضرات سے امیرِ مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ، کی

اپیل

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کا ادارہ آنجناب کیلئے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ، ناموسِ ختمِ نبوت کی پاسبانی، قادیانی قزاقوں کی سرکوبی، باطل قوتوں کا مقابلہ مجلس کا عظیم اور مقدس مقصد ہے۔ قادیانی زندیقوں نے جب سے اپنا مستقر لندن منتقل کیا ہے پوری دنیا کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے اربوں کھربوں کے منصوبے اور پروگرام شروع کر دیئے ہیں جس سے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی ذمہ داریوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ اندرونِ ملک و بیرونِ ملک مجلس کے مبلغ، دفاتر، مدارس، مساجد ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے وقف ہیں مجلس کا سالانہ میزانیہ کئی لاکھ ہے۔ اردو، انگریزی، عربی اور دوسری زبانوں میں لاکھوں روپے کا صرف لٹریچر اندرون و بیرون ملک مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ جامع مسجد ربوہ، دار المبلغین ربوہ، جامع مسجد کراچی اور دیگر شہروں میں مجلس کے تعمیراتی منصوبے تشنہ تکمیل ہیں۔ جبکہ لندن اور دوسرے ممالک میں بھی دفاتر قائم کیے جا چکے ہیں۔ اندرون و بیرون ملک قادیانیوں کے ساتھ مقدمات کی وجہ سے مجلس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ختمِ نبوت کی خدمت اور مالی اعانت اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔ آنجناب سے توقع رکھتے ہیں کہ اس کارِ خیر میں ضرور شریک ہوں گے اور اپنے عطیات، زکوٰۃ، صدقہ اور دیگر صدقات و عطیات وغیرہ میں مجلس کا زیادہ حصہ رکھیں گے۔

واجرکم علی اللہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

(فقیر) خان محمد
امیرِ مرکزی
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

رقم بھیجنے کا پتہ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (پاکستان)
حضوری باغ روڈ۔ ملتان

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (کراچی)
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی فون ۷۱۱۹۷۱